هفت روزه

خدام الدین
لاهور

بیادگار :
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ رجمادی الاول ۱۳۸۶ھ
۲۶ اگست ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ و عن ابی سعید رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا ایقظ الرجل اھلہ من اللیل فصلیا - او صلی رکعتین جمیعا کتب فی الذاکرین والذاکرات" (رواہ ابو داؤد باسناد صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ و حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک آدمی نے رات کو تہجد کے وقت اپنی بیوی کو جگایا۔ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ یا یہ فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھیں تو یہ دونوں (یعنی) مرد ذاکرین میں اور عورت کو ذاکرات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اذا نعس احدکم فی الصلوۃ فلیرقد حتی یذھب عنہ النوم فان احدکم اذا صلی وھو ناعس لعلہ یذھب یستغفر فیسب نفسہ" متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کو نماز میں اونگھ آجایا کرے تو وہ (نماز چھوڑ کر) اتنا سو لیا کرے کہ نیند جاتی رہے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھتا ہوا نماز پڑھیگا تو کیا عجب ہے کہ چاہے تو استغفار کرنا اور منہ سے برا بھلا نکلے۔ (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا قام احدکم من اللیل فاستعجم القرآن علی لسانہ فلم یدر ما یقول فلیضطجع" - رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم میں سے کوئی تہجد پڑھنے کو کھڑا ہو (اور نیند کی وجہ سے) قرآن کریم اس کی زبان سے ادا ہونا مشکل ہو اور اسے یہ خبر نہ ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "لولا ان اشق علی امتی - او علی الناس - لامرتھم بالسواک مع کل صلوۃ" متفق علیہ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا اندیشہ اور خوف نہ ہوتا یا لوگوں پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری ومسلم)

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا قام من النوم یشوص فاہ بالسواک" متفق علیہ۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ ملتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: "کنا نعد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواکہ وطھورہ فیبعثہ اللہ ما شاء ان یبعثہ من اللیل فیتسوک ویتوضأ ویصلی" رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرکے رکھتے۔ سو اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار فرماتا۔ جب بھی رات میں بیدار کرتا آپ (اٹھ کر) مسواک کرتے اور وضو فرماتے۔ پھر نماز پڑھتے۔ (مسلم)

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اکثرت علیکم فی السواک" رواہ البخاری۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے مسواک کے بارے میں تم کو بہت تاکید کر دی ہے (بخاری)

عن شریح بن ہانیٔ قال: قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا: بای شیء کان یبدأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل بیتہ؟ قالت: بالسواک، رواہ مسلم۔

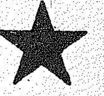
ترجمہ: حضرت شریح بن ہانی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در دولت میں تشریف لاتے اول کام کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ اول مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال: دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطرف السواک علی لسانہ" متفق علیہ وھذا لفظ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسواک کا کنارہ آپ کی زبان مبارک پر تھا۔ (بخاری ومسلم) اور یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب" رواہ النسائی وابن خزیمۃ فی صحیحہ باسانید صحیحۃ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسواک منہ کے لئے آلہ پاکیزگی ہے اور پروردگار کی رضامندی کا سامان ہے۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اسناد صحیحہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلی فون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۹ رجمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۵

جنگ سے بھی بڑا چیلنج

گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خان نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں سب سے پہلے قوم کے ان نونہالوں اور جانبازوں کو خراجِ تحسین ادا کیا جنہوں نے گذشتہ ستمبر میں بھارت کے غدارانہ حملے کے دوران فقید المثال قربانیاں پیش کیں اور تاریخ پاکستان میں امٹ اور زندۂ جاوید نقوش ثبت کئے۔ اس کے بعد ملتِ پاک کو دیگر مشوروں کے علاوہ ایک ایسا اہم مشورہ دیا جس پہ نہ صرف عوام کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے بلکہ اسے عملی جامہ پہنا کر وطن دوستی کا ثبوت دینا چاہیئے ——— گورنر نے کہا ہے کہ پاکستان کے سارے ترقیاتی منصوبوں کی کامیابی کا دار و مدار زراعت کی ترقی پہ ہے۔ اور اس لئے ہر محب وطن پاکستانی کو زرعی ترقی کی رفتار کو تیز تر بنانے اور اس دوڑ میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی سرتوڑ کوشش کرنی چاہیئے ——— انہوں نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا کہ یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم خوراک کی ضرورتوں کے لئے دوسروں کے محتاج رہیں اور اس حقیقت کو بھول جائیں کہ خوراک کی کمی کا چیلنج قومی زندگی کے لئے جنگ سے بھی بڑا چیلنج ہے ——— ہمارے خیال میں گیارہ کروڑ کی قوم میں ایسا کوئی شخص نہیں جسے ان کی اس رائے سے اختلاف ہو۔ بلکہ قوم کا ہر فرد اس سلسلے میں ان کے خیالات کا مؤید ہے اور ان کے اس دعوے کا خیر مقدم کرتا ہے کہ گورنمنٹ کا پروگرام یہ ہے کہ ۱۹۷۰ء تک پاکستان کو خوراک میں خود کفیل بنا دیا جائے گا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اب سے چار سال بعد پاکستان غیروں سے اناج کی بھیک مانگنا بند کر دے گا۔ لیکن یہ دعوےٰ صرف اسی صورت میں پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے جب ہمارا ملک ضرورت سے زیادہ غلہ پیدا کرے اور برآمد کے قابل ہو جائے۔ تاہم اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت کس طرح اپنے اس عزم کو عملی شکل دیتی اور اس منصوبے کو کامیاب بناتی ہے۔ ظاہر ہے یہ کام صرف حکومت ہی کے کرنے کا نہیں بلکہ عوام کو بھی اس سلسلے میں اپنی مساعی بروئے کار لانی چاہئیں اور زمینداروں اور کاشتکاروں کو حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہیئے تاکہ یہ منصوبہ تکمیل کو پہنچ سکے ——— ہماری رائے میں یہ منزل فقط اسی شکل میں سر کی جا سکتی ہے جبکہ حکومت اپنی پوری توجہات اس طرف مرکوز کرے اور عوام بھی اس منصوبے کی تکمیل کے سلسلے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ ورنہ اس سے پہلے بھی خود کفالتی کے دعوے کئے جا چکے ہیں جو کامیاب نہ ہو سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان نے گذشتہ چند سال میں کافی صنعتی ترقی کی ہے۔ مگر یہ حقیقت کسی صورت میں بھی فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ ہماری قومی معیشت کا دار و مدار زراعت پر ہے۔ ہمیں اپنے ملک کو صنعتی اعتبار سے یقیناً بے حد ترقی یافتہ بنانا چاہیئے۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم اپنی بنیادی معیشت یعنی زراعت سے غافل ہو جائیں اور اس کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک کریں۔ صورتِ حال اس وقت یہ ہے کہ پاکستان کے وہ علاقے جو کسی زمانے میں فاضل پیداوار کے لئے مشہور تھے اب وہاں بھی کسی نہ کسی حد تک غذائی قلت محسوس کی جا رہی ہے ——— ہمیں باور ہے کہ غذائی قلت کی ذمہ داری بڑی حد تک قدرتی اسباب اور بین الاقوامی حالات پر عائد ہوتی ہے مگر اس میں ہماری کوتاہیوں اور کرتوتوں کو بھی کافی دخل ہے۔ ہم نے زرعی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے، زمینوں اور کاشتکاروں کی حالت بہتر بنانے اور زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے وسائل اسباب پر سرمایہ خرچ کرنے کی بجائے خاندانی منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول جیسے غیر اسلامی افعال پہ اسراف شروع کر رکھا ہے اور اس طرح ہم نے خدائی احکام کی نافرمانی کر کے خدا کی ناراضگی مول لے لی ہے۔

پس ضرورت ہے کہ ہم اپنی فروگذاشتوں اور کوتاہیوں کی تلافی کریں۔ سب سے پہلے رب کو منائیں، اُس کے احکام پر عمل کرنے کا صدقِ دل سے وعدہ کریں اور پھر اُسی کے فضل و کرم پر تکیہ کرتے ہوئے زرعی ترقیاتی رفتار کو تیز سے تیز تر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں، اور اپنے روشن خیال گورنر کا یہ اہم مشورہ اپنے لوحِ دل پر لکھ لیں کہ غذائی قلت ہمارے لئے جنگ سے بھی بڑا چیلنج

قرآن کریم کی بے حرمتی

قاری نصیر احمد قریشی ساکنہ مہاجر آباد لاہور نے ایک خط کے ذریعہ استفسار کیا ہے کہ بعض لوگ میت کو قبر میں دفن کرتے ہوئے ساتھ قرآن عزیز بھی دفن کرتے ہیں اور باوجود تنبیہ کرنے اور مسئلہ سمجھانے کے اس بُری رسم سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ اس سے قرآن عزیز

(باقی ص ۱۲)



۲۲- ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۱ اگست ۱۹۶۶ء

اہل اللہ کی صحبت مُردہ دلوں کیلئے آبِ حیات کا اثر رکھتی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی: امّا بعد: فاعوذ باللہِ من الشّیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

بزرگانِ محترم! قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنا ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اس انداز میں کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ — جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی —— اور ایسے لوگوں کے لئے جو ذکر و فکر اور یادِ الٰہی میں شاغل رہنے والے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں جنت میں عظیم نعمتوں سے نوازے گا جنت ایسی جگہ ہے جس کی ایک نعمت کا بدل بھی ساری دنیوی زندگی کی راحتیں اور نعمتیں نہیں ہو سکتیں۔ وہاں باغات ہوں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ایسے باغات اور ایسی نہریں جن کا تصور بھی اس زندگی میں نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح جہنم میں جس قسم کا عذاب ہوگا۔ اور جیسی آگ وہاں دہک رہی ہوگی۔ اس کا تصور بھی اس دنیا میں نہیں کیا جا سکتا۔ جہنم کی آگ دنیوی آگ سے ستر گنا تیز ہو گی۔ اس میں جلنے والے کو موت بھی نہیں آئے گی۔ اور وہ عذابِ عظیم اور عذابِ الیم میں مبتلا ہوں گے۔

محترم حضرات! اکثر لوگ اس دنیا کی بھول بھلیّوں میں مست ہو کر آخرت پر ایمان و یقین کھو بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ہر شخص کو موت سے پالا پڑے گا اور آخرت میں اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہو گا۔ جنہیں ایمان کی دولت نصیب ہے اللہ اور رسولؐ کے ارشادات پر جن کا یقین ہے وہ تو بے چون و چرا ان حقائق کو تسلیم کر لیتے ہیں لیکن جن کے دل میں ایمان و یقین کی قندیل روشن نہیں وہ آخرت کے تصور سے بے نیاز ہو کر اپنی ہمیشہ کی زندگی کو برباد کر لیتے ہیں۔ اور خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔

یاد رکھئے! جنت اور دوزخ کا ذکر اور آخرت میں اعمال کی باز پرس کا تذکرہ اللہ جل شانہ کے ہر نبی نے کیا ہے اور اس تواتر سے کیا ہے کہ اس میں اہلِ ایمان کو شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی —— لیکن آج کل لوگ مادیات کے چکر میں پھنس کر ایمان و یقین سے عاری اور فکرِ آخرت سے بے نیاز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بے عملی، خود غرضی اور برائیوں کا دَور دَورہ ہے اور ہر طرف انسانیت کی تباہی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اس وقت ان برائیوں سے بچنے، انسانی عظمتوں کو پہنچنے اور ایمان و یقین کی بلندیوں سے ہمکنار ہونے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ کتاب و سنت کی تعلیمات کو فروغ دیا جائے اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر اپنی تربیت کرائی جائے۔ اہل اللہ کی صحبت مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا درجہ رکھتی ہے اور ان کی صحبت میں انسان کندن بن کر نکلتے ہیں۔ ذکر اللہ دلوں کو مانجھنے کا لاجواب نسخہ ہے اور اللہ والوں کی صحبت قلوب کی اُجڑی ہوئی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کرنے اور باغ و بہار بنانے میں کیمیا اثر ثابت ہوتی ہے —— لیکن ضروری ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے والے عقیدت، ادب اور اطاعت کے تار درست کر کے بیٹھیں —— انشاء اللہ اگر یہ تینوں تار سلامت ہوں تو کرنٹ لازماً آئے گا اور جسم انسانی میں لطائف کے قمقمے روشن ہو کر رہیں گے۔ جس سے نفس کی تاریکیاں اور خباثتیں ایک ایک کر کے چھٹ جائیں گی اور انسان روحانیت کی نورانی فضا میں اُڑنے لگے گا۔

قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ق

(پ ۲۸- س الجمعہ- آیت ۲)

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرائض کا تذکرہ ہے —— قراءتِ کتاب — تعلیم کتاب۔ بیان حکمت اور تزکیہ —— چنانچہ جس طرح مختلف فنون کے شعبوں کے مختلف سپیشلسٹ ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں تزکیہ کے شعبے کے سپیشلسٹ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں۔ تزکیّے کا شعبہ اولیاء اللہ کے سپرد ہے اور انہیں کی مجلس میں طالب تزکیۂ نفس کی دولت سے بہرہ وَر ہو سکتا ہے۔ تزکیّے کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کا ظاہر و باطن پاک ہو جائے۔ ظاہر کی بجائے حقیقت پر نظر ہو جائے۔ سب سے توڑے اور رب سے جوڑے۔ مخلوق سے نظریں ہٹا کر خالق پر نظریں جما لے۔ سبب پر نہیں مسبب الاسباب پر نگاہ ہو جائے۔ دنیا دماغ سے نکل جائے اور آخرت کا فکر ذہن میں سما جائے۔ دنیا کے مسافر خانے کی تزئین میں نہ لگا رہے بلکہ آخرت کی تعمیر میں مصروف ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر تزکیۂ نفس کی دولت سے بہرہ ور کرے۔ آمین!



۲ رجمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹ راگست ۱۹۶۶ء

اصلاحِ قلب کے لئے پہلی شرط اخلاص ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝
اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ط
(پ ۲۳ - الزمر - آیت ۲)

ترجمہ : پس آپ اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری مدِ نظر رکھ کر اُسی کی عبادت کریں۔ خبردار خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

اللہ کی بندگی کرتے رہیئے جو شوائب شرک و ریاء وغیرہ سے پاک ہو۔ اسی کی طرف قولاً و فعلاً لوگوں کو دعوت دیجئے اور اعلان کر دیجئے کہ اللہ اُسی بندگی کو قبول کرتا ہے جو خالص اُسی کے لئے ہو۔ عمل خالی از اخلاص کی اللہ ہی کے ہاں کچھ پوچھ نہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ کے ہاں فقط وہی عبادت یا عمل قابل قبول ہوگا ، جو اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو۔ اخلاص کے بغیر کوئی عمل اللہ جل شانۂ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہے۔ چنانچہ ہر شخص کو اللہ تعالےٰ جل شانۂ وعم نوالۂ کے ہر حکم پر عمل کرنے کے لئے دل و جان سے حاضر ہو جانا چاہیئے ، اور ضروری ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر کھوٹ اور نقصان سے پاک ہو۔ اور وہ اچھی طرح سمجھ لے اور دوسرے کو سمجھا دے کہ اللہ کے ہاں اسی بندگی اور اطاعت کی قدر ہے جس میں شرک، دکھاوے اور محض رسم کی پابندی نہ ہو بلکہ خالص اللہ کے لئے اور اس کی رضاء حاصل کرنے کے لئے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ

قولہٗ تعالیٰ :-
قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(پ ۲۳ - س الزمر - آیت ۱۲-۱۲)

ترجمہ : (اے رسول!) کہہ دو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ تعالےٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لئے خاص رکھوں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہو رہا ہے کہ اے میرے پیارے رسولؐ! ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں تمہیں فقط زبانی پیغام پہنچانے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ وہ پیغام میرے لئے بھی حکم کی صورت رکھتا ہے اور مجھ سے صاف کہہ دیا گیا ہے کہ میں بھی فقط اللہ ہی کی عبادت کروں اور اللہ کی بندگی کو ملاوٹ سے پاک رکھوں — مجھے صاف حکم ہے کہ سب سے پہلے میں خود اسلام کے احکام کا پابند ہو جاؤں اور دوسروں کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری کا نمونہ بن کر دکھاؤں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :-
قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ (پ ۲۳ - س الزمر - آیت ۱۴)

ترجمہ : کہہ دو۔ میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح : یعنی میں تو خدا کے حکم کے موافق نہایت اخلاص سے اُسی اکیلے کی بندگی کرتا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرا اللہ کے حکم کے مطابق سب سے پہلا کام یہ ہے کہ فقط اللہ ہی کی عبادت کروں۔ اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں کسی اَور کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔ خالص اُسی کی بندگی کروں ، اُسی کے آگے جھکوں جو کچھ مانگنا ہو اُسی سے مانگوں۔ پس اگر تمہیں میرے طریقے پر چلنا ہے تو تم بھی وہی کرو جو میں کرتا ہوں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بندگی ہر قسم کے کھوٹ سے پاک ہو کر ، محض حصولِ رضائے ایزدی کی خاطر اور اخلاص کے ساتھ کی جائے اور یہی بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہونے کی راہ ہے۔ اب یہ جان لیجئے کہ اخلاص کیا ہے ؟

اخلاص

کے معنی ہیں کہ اے اللہ ! یہ بندگی یا عمل ، فقط تیرے لئے ہے اور غیر کے لئے نہیں ہے۔ جب تک غیر اللہ کی نفی نہ ہو اخلاص نہیں آتا۔ اور یہی بندگی اور اعمال کے لئے سنگِ بنیاد ہے — چنانچہ اصلاحِ قلب کے لئے بھی اخلاص پہلی شرط ہے — اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر فن جاننے کے لئے کامل کی ضرورت ہوتی ہے (لکل فن رجال) اور جب

تک کسی فن کے کامل کی صحبت میں اس فن کا طالب نہ بیٹھے اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ لیکن اگر طالب اخلاص سے خالی ہو تو صاحبِ فن کی صحبت میں بیٹھ کر بھی محروم ہی رہتا ہے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

کے یہاں ایک بڑے میاں عمر بھر خدمت کرتے رہے۔ ایک روز شیخؒ سے عرض کیا "حضرت! مجھے تو کچھ نفع نہ ہوا"۔ حضرت شیخؒ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نیت ظاہر کرو۔ کس نیت سے میرے پاس اتنے زمانے سے ذکر و شغل میں مصروف ہو۔ بڑے میاں نے عرض کیا "حضرت! نیت یہ تھی کہ کچھ دن ریاضت و مجاہدہ کے بعد آپ خلافت عطا فرما دیں گے تو دوسروں کو اللہ اللہ کرنا سکھاؤں گا"۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بظاہر تو یہ نیت اچھی ہے مگر اس کے باطن میں جو منشاء چھپا ہوا ہے وہ سخت خطرناک ہے۔ یعنی آپ کے اندر طلبِ منصب کا بُت چھپا ہوا ہے۔ اور اسی سبب سے آپ محروم رہے۔ درحقیقت نیت میں صرف رضاءِ حق کے حصول کا خیال اور ولولہ ہونا چاہئے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ جو انعامات فرمائیں ان کا کرم اور احسان ہو گا۔ مگر اپنی طرف سے غیرِ حق کو مقصود نہ بنانا چاہئے ؎

از خدا غیر از خدا را خواستن
ظن افزونیست کلی کاستن
(عارف رومیؒ)

خدا تعالیٰ کی عبادت سے غیرِ خدا کو مطلوب بنانا ظن افزونی ہے اور سب کچھ گنوا دینا ہے۔

تعلیم اور تلقین کا منصب بیشک دین ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس منصب کو شیخِ کامل طالب کے سپرد کرے۔ خواہ اس کی طلب اور چاہ قلب میں نہ ہو اور اگر قلب میں اس کی طلب ہو تو یہ حجابِ راہ ہے اور اخلاص کے سراسر منافی ہے۔

نیت کی درستی

یہی وجہ ہے کہ عارفین ہر کام میں سب سے پہلے اپنی نیت کی درستی کرتے ہیں۔ ان کی نگاہیں قلب کی گہرائیوں تک پہنچتی ہیں اور وہ اپنے دل کو خوب ٹٹول کر دیکھتے ہیں کہ یہ کام جو میں کر رہا ہوں اللہ کی خوشنودی کے لئے کر رہا ہوں یا کسی اور مقصد کے لئے — پھر اولیائے کامل کو حق تعالیٰ کی معیتِ خاصہ سے کیونکہ ہر وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے باطن کے تمام وساوس و خطرات پر بھی نظر رکھتے ہیں اس لئے وہ اپنے دلوں کو شرکتِ نفس سے پاک کر کے پاک نیت پر ہر کام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ نتیجۃً اس کام میں اخلاص کے انوار ہی انوار ہوتے ہیں ؎

کعبہ را ہر دم تجلی مے فزود
ایں ز اخلاصاتِ ابراہیمؑ بود
(عارف رومیؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس اخلاص سے کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی کہ اس پر ہر وقت تجلیاتِ الٰہیہ کی افزونی ہوتی رہتی ہے۔

پس اے برادرانِ عزیز! ہر عمل اور عبادت رضاءِ الٰہی کی نیت سے شروع کیا کیجئے اور جب کاملینِ بارگاہِ الٰہی کی خدمت میں جائیے تو اس وقت بھی اخلاص کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے کیونکہ اسی پر اصلاحِ حال کا دارومدار ہے۔

اصلاحِ قلب

مزید برآں اس حقیقت کو بھی نہ بھولئے کہ اصلاحِ حال کا دارومدار اصلاحِ قلب پر ہے۔ اگر قلب کی اصلاح نہ ہوئی تو اصلاحِ حال کی دولت ہرگز میسر نہ آئے گی۔

یاد رکھئے! دل بادشاہ ہے، دماغ وزیر ہے اور اعضاء اس کی فوج ہیں۔ بادشاہ کی اصلاح ہو جائے تو رعایا خود بخود درست ہو جاتی ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے فرمایا ہے:۔

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔

بے شک انسان کے جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار! اور وہ دل ہے۔

غرض دل میں صالح خیالات آئیں گے تو سارا وجود صالح ہو گا اگر دل میں فاسد خیالات آئیں گے تو سارا وجود ہی فاسد ہو گا — دوسرے الفاظ میں اگر قلب کی اصلاح ہو گئی تو اصلاحِ حال ہو جائے گی اور اگر قلب کی اصلاح نہ ہو سکی تو اصلاحِ حال بھی نہ ہو سکے گی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اصلاحِ حال — اصلاحِ قلب پر موقوف ہے اور اصلاحِ قلب کے لئے اخلاص شرط ہے۔

لیکن

یہ بھی مسلّمہ امر ہے کہ اصلاحِ قلب اللہ والوں کی صحبت میں ہوتی ہے۔ اُن اللہ والوں کی صحبت میں جن کے اپنے قلوب اصلاح شدہ ہوں اور ذکرِ الٰہی اور یادِ خداوندی کے باعث آئینۂ صافی اور مہبطِ انوارِ الٰہی بن چکے ہوں — اگر ان اللہ والوں کی صحبت میں اخلاص کی دولت لے کر حاضر ہوا جائے اور عقیدت، ادب اور اطاعت کے تینوں تار سلامت ہوں تو پھر طالب کبھی محروم نہیں رہتا اور اللہ کے فضل و کرم سے اس کے قلب کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہل اللہ کی صحبت اور اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ تاکہ ہم اصلاحِ قلب اور اصلاحِ حال کی نعمت سے بہرہ ور ہو سکیں — آمین یا الٰہ العالمین!

دعائے صحت

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مدظلہٗ علاج کی غرض سے لاہور تشریف لے آئے ہیں اور سلطان فونڈری بادامی باغ میں فروکش ہیں۔ ادارہ "خدام الدین" قارئین کرام سے بالعموم اور بزرگانِ دین سے بالخصوص پُرزور درخواست کہ وہ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کی صحتیابی کیلئے بارگاہ خداوندی میں نہایت خشوع و خضوع سے دعا فرمائیں۔

ابو عبدالرحمٰن لودھیانوی۔ شیخوپورہ

فضائلِ امّتِ محمدیہ

علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والتحیہ

۱۔ اُمّتِ محمدیہ خیر الامم ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ط (پ۴۔ ع ۳)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر امّت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس امّت کو اشرف و اکرم پیغمبر دیا گیا ہے اور کامل و مکمّل شریعت ملی ہے اس پر معارف کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ فریضۂ تبلیغ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس امّت کا تمغۂ امتیاز ہے۔

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلاتے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور بُرے کاموں سے روکا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم سترویں امت ہو تم سے پہلے ۶۹ اُمتیں گذر چکی ہیں تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب امتوں سے بہتر اور باعزت ہو۔ (مشکوٰۃ)

الحاصل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی یہ امّت ذمہ دار ہے۔ اور نبیوں کا کام اس کے سپرد کر دیا گیا ہے جو بلاشبہ بہت بڑا اہم اور قیمتی کام ہے۔ پہلے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آ جاتا تھا۔ اور فریضۂ اصلاح کو انجام دیتا تھا۔ مگر اب خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امّت ہی کے سر پر اس فریضہ کی ذمّہ داری ہے۔

۲۔ امّتِ محمدیہ کا میدانِ حشر میں گواہ بننا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ط (پ ۲۔ ع ۱)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنو اور رسولؐ تم پر گواہی دینے والا ہو۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کی امّتیں اپنے نبیوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی اور وہ فرمائیں گے کہ ہم نے ان کو تبلیغ کی تھی اور اس پر امتِ محمدیہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے گی۔ اُن سے سوال کیا جائے گا کہ تم کو اس کا کیا علم ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم کو ہمارے نبیؐ کے واسطہ سے اس کا علم ہوا۔ پھر حضور اقدسؐ اپنی امت کی صداقت اور عدالت پر گواہی دیں گے۔ (روح المعانی)

۳۔ امّتِ محمدیہ کو شفیق نبی مرحمت ہوا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ (پ ۱۱ ع ۵)

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے جو تم ہی میں سے ہیں۔ جن کو تمہاری تکلیف گراں گذرتی ہے وہ تمہارے نفع کے بڑے خواہش مند ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔

۴۔ آنحضرتؐ کو اپنی امّت سے مشورہ لینے کا حکم

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۝ (پ ۴ ع ۸)

ترجمہ: اور ان سے خاص خاص کاموں میں مشورہ لیجئے۔

اس حکم میں اس امّت کا اعزاز بھی ہے۔ کہ اس کو اس لائق فرمایا کہ خدا کا مقدس پیغمبرؐ ان سے مشورہ کرے۔

۵۔ امّتِ محمدیہ کے دین میں تنگی اور مشکلات نہیں ہیں۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (پ ۲ ع ۷)

ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں۔

سفر میں نماز قصر کر دی گئی ہے۔ مریض کو بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر پڑھنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ پانی نہ ملنے پر تیمّم کی اجازت ہے۔ مسافر، مریض اور حاملہ کو روزہ کی قضا کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی سہولتیں عنایت فرمائی ہیں۔

۶۔ امّتِ محمدیہ کی توراۃ شریف میں تعریف

حضرت کعبؓ فرماتے تھے کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول اور برگزیدہ بندے ہیں نہ ان کے اخلاق سخت ہیں، نہ مزاج، نہ وہ بازاروں میں چلّانے والے، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں، بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔ مکہ ان کی جائے پیدائش اور مدینہ ان کی جائے ہجرت ہے۔ ان کی امّت کے آدمی اللہ کی بہت زیادہ حمد کرنے والے ہوں گے۔ نماز کے اوقات پہچاننے کے لئے سورج کا دھیان رکھنے والے ہوں گے۔ جب نماز کا وقت آئے گا نماز ادا کریں گے۔ آسمان و زمین کے درمیان اُن کا مؤذن اذان دے گا ان کی صف جہاد اور نماز میں برابر ہوگی وہ جہاد بھی خوشی سے کریں گے۔ راتوں کو اللہ کو یاد کریں گے اور ذکر اللہ کی وجہ سے ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

۷۔ امّتِ محمدیہ کی بخشش پر شیطان کا افسوس کرنا۔

حضرت عباس بن مرداسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی نویں تاریخ کے دن اپنی امّت کے لئے مغفرت کی دعا کی تو خدا کی طرف سے جواب ملا کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ بلاشبہ خدا کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عزّوجل نے میری یہ دعا قبول فرمائی تو اُس نے افسوس کے مارے اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کی اور ہائے افسوس

ہاتھ افسوس کرنے لگا۔

۸۔ امتِ محمدیہ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سلام بھیجنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ابراہیمؑ سے ملا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور انہیں آگاہ کر دینا کہ بلاشبہ جنت کی عمدہ مٹی ہے اور میٹھا پانی ہے اور بے شک وہ چٹیل میدان ہے اور بے شک اس کے پودے سبحان اللہ والحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ (ترمذی)

۹۔ امتِ محمدیہ کی خیرخواہی کے لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا کوشش فرمانا۔

معراج شریف میں آنحضرتؐ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ موسیٰؑ نے آنحضرتؐ کو بارگاہِ رب العزت میں نمازوں کی تخفیف کے لئے کئی بار بھیجا۔ یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک منادی نے آواز دی کہ میں نے اپنا فریضہ پورا کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے بوجھ ہلکا کر دیا۔ یعنی پانچ نمازوں کا ثواب پچاس کے برابر ملے گا۔

مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو پانچ نمازوں سے بھی بھاگتے ہیں۔

۱۰۔ امتِ محمدیہ کا سب امتوں سے زیادہ ہونا اور موسیٰؑ کا رشک فرمانا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت قیامت کے دن سب نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔ کل صفیں ۱۲۰ ہوں گی جن میں سے ۸۰ صفیں میری امت کی ہوں گی۔ اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا۔ معراج کی رات میں موسیٰؑ کے پاس سے گذرا تو میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا اے نیک بھائی! اور نیک نبی! مرحبا۔ پھر جب میں آگے بڑھ گیا تو موسیٰؑ رونے لگے۔ دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک لڑکا نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اس کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے جنتیوں سے زیادہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۔ امتِ محمدیہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور سب سے زیادہ ہوگی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا۔ جو جنت کے حلقے کو ہلائے گا۔ سو اللہ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا پھر مجھے داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت میں میری امت میں سے ستر ہزار بہشت میں داخل ہوں گے نہ ان سے حساب ہوگا نہ ان کو کچھ عذاب ہوگا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ (اس طرح کل تعداد چار ارب نوے کروڑ ستر ہزار ہوتی ہے) اور میرے رب کے تین لپ بھر کر جنت میں داخل ہوں گے۔

۱۲۔ امتِ محمدیہ کی قیامت کے روز خاص پہچان

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے اجازت دی جائے گی کہ خدا کو سجدہ کروں اور سب سے پہلے مجھے ہی سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سر اٹھا کر میں اپنے سامنے دیکھوں گا تو تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! نوحؑ کی امت سے لے کر اپنی امت تک آنے والی تمام امتوں کے درمیان آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ وضو کے اثر سے میری امت کے چہرے خوب روشن ہوں گے۔ اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس شان کا نہ ہوگا۔ اور میں اپنی امت کو یوں بھی پہچانوں گا۔ کہ ان کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دئے جائیں گے اور ان کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے سامنے ان کی ذریت دوڑتی ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

۱۳۔ امتِ محمدیہ کی بڑی بڑی سفارشیں قبول ہوں گی۔

حضرت عبداللہ بن ابی الجدعاءؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوتے سنا۔ کہ میری امت کے ایک شخص کی سفارش سے قبیلہ بنو تمیم کے آدمیوں سے بھی زیادہ میرے امتی جنت میں داخل ہوں گے۔

۱۴۔ امتِ محمدیہ سب سے پہلے پلصراط کو عبور کرے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کی پشت پر پل صراط قائم کی جائے گی جس پر ساری امتوں کو گذرنا ہوگا۔ اور میں سب نبیوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گذروں گا اور اس روز نبیوں کے سوا کوئی کلام نہ کرتا ہوگا۔ اور نبیوں کا کلام بھی اس روز صرف یہ ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ، اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ۔ (اے اللہ! سلامت رکھ، اے اللہ! سلامت رکھ) اور جہنم میں درخت سعدان (بڑے کانٹوں والا درخت) کے کانٹوں کی طرح لوہے کے بڑے بڑے کانٹے ہوں گے جن کی بڑائی اللہ ہی جانتا ہے اور کانٹے دوزخ سے نکل کر پل صراط پر چلنے والے لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے اُچک کر دوزخ میں گرائیں گے۔ سو بعض ان میں سے ہلاک ہو جائیں گے اور دوزخ میں گر پڑیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ کافر ہوں گے۔ بعض ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور پھر نجات پائیں گے (یہ فاسق مسلمان ہوں گے) (مشکوٰۃ)

۱۵۔ امتِ محمدیہ کی حضرت عیسیٰؑ نے خاص تعریف فرمائی۔

حضرت لیثؒ فرماتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قیامت کے روز اعمال کی ترازو میں سب لوگوں سے زیادہ بھاری ہوگی کیونکہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جو ان سے پہلوں پر بھاری بن گیا۔ وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ (ترغیب)

۱۶- امتِ محمدیہ پر فرشتوں کا رشک کرنا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا فرمانے سے ہزار برس پہلے سورۂ طٰہٰ اور یٰسٓ پڑھی۔ پھر جب فرشتوں نے سنی تو کہنے لگے کہ اس امت کے کیا کہنے، جس پر یہ کلام نازل ہوگا اور ان سینوں کے کیا کہنے، جن کے اندر یہ کلام ہوگا۔ اور اُن زبانوں کے کیا کہنے جو اس کو پڑھیں گی۔ (مشکوٰۃ)

۱۷- امتِ محمدیہ کی بعض اہم خصوصیات

حضرت جابرؓ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں عنایت کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

(۱) ایک مہینہ کی مسافت تک رُعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی (۲) ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی اور پاک کرنے والی بنا دی گئی (۳) میرے لئے غنیمت کے مال حلال کر دئیے گئے (۴) اور مجھے شفاعت کبریٰ دی گئی ہے جو تمام انسانوں کے لئے میدانِ حشر سے نجات دلانے کے لئے ہوگی۔ (۵) میں تمام جہان کے لئے نبی بھیجا گیا ہوں۔

۱۸- امتِ محمدیہ کے بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت ہوگی اور اس کے حق میں سفارش قبول کی جائے گی۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت اپنی امت کے بڑے بڑے گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔ (ترمذی)

معراج میں آپ کو تین چیزیں عنایت کی گئیں (۱) پانچ نمازیں عنایت ہوتیں (۲) سورۂ بقر کی آخری آیتیں دی گئیں۔ (۳) اور آپ کی امت کے ان لوگوں کے مہلک گناہ بخش دئیے گئے۔ جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ (مسلم)

۱۹- امتِ محمدیہ سے خطا اور نسیان کی گرفت نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بے شک اللہ نے میری امت سے خطا اور بھول اور ان اعمال سے جو ان سے زبردستی کراتے جائیں درگذر فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۰- امتِ محمدیہ کی وسوسوں پر گرفت نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ نے میری امت سے ان چیزوں کو معاف کر دیا ہے جو اس کے سینے میں وسوسے گذرتے ہیں جب تک ان کو زبان پر نہ لائیں یا عمل نہ کریں۔ (بخاری شریف)

حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تو دو چیزیں آپ کو عنایت کی گئیں اور ایک دعا قبول نہ ہوئی۔

۱- میں نے دعا کی کہ میری ساری امت کو قحط کے ذریعہ خدا ہلاک نہ فرمائے سو یہ دعا قبول کر لی گئی۔

۲- خدا میری امت کو غرق کرکے ہلاک نہ فرمائے سو یہ دعا بھی مقبول ہوئی۔

۳- میری امت آپس میں نہ لڑے سو یہ دعا قبول نہ فرمائی۔ (مسلم شریف)

۲۱- امتِ محمدیہ کا حوض

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک حوض ہے جس سے وہ اپنی امت کو قیامت کے روز پانی پلائے گا اور نبی آپس میں فخر کریں گے دیکھیں کس کے حوض پر زیادہ آکر پینے والے ہیں۔ اور بلاشبہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے حوض پر آنے والے دوسرے نبیوں کے حوضوں پر آنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ (ترمذی)

۲۲- امتِ محمدیہ کا ثواب

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا زمانہ پہلی امتوں کے درمیان سارے دن کے اعتبار سے صرف اتنا سا ہے جتنا عصر کی نماز سے آفتاب غروب ہونے تک ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدوروں سے کام کرایا اور یوں کہا کہ کون ہے جو صبح سے آدھے دن تک میرا کام کر دے اور ہر شخص کو مزدوری میں ایک ایک قیراط ملے گا۔ چنانچہ یہود نے ایک ایک قیراط پر صبح سے آدھے دن تک کام کیا۔ اس شخص نے پھر کہا۔ کہ کون ہے جو آدھے دن سے لے کر عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر میرا کام کر دے چنانچہ نصاریٰ نے آدھے دن سے لے کر عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ اس شخص نے پھر کہا۔ کہ کون ہے جو عصر کی نماز سے سورج چھپنے تک دو قیراط پر کام کر دے۔ خوب سمجھ لو کہ وہ تم لوگ ہو۔ خوب سمجھ لو کہ تمہارے لئے دوہرا اجر ہے۔ تمہارا اجر دیکھ کر یہود و نصاریٰ ناراض ہوگئے اور کہنے لگے یہ خوب! کہ ہمارا عمل زیادہ اور اجر کم۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ سو بلاشبہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں۔ (بخاری شریف)

۲۳- امتِ محمدیہ کے آخری زمانے والے لوگوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم نے فرمایا کہ بلاشبہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے جو کوئی اس کا دسواں حصہ چھوڑ دے گا جس کا اُسے حکم ہوا ہے تو ہلاک ہو جائیگا۔ پھر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے جو کوئی اس کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جس کا اُسے حکم ہوا ہے تو نجات پا جائے گا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے سب سے زیادہ طبعی محبت کرنے والے وہ لوگ بھی ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش مجھے اپنے بال بچوں اور مال کو قربان کرکے دیکھ لیتے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے خوشخبری ہے ایک بار، اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے خوشخبری سات بار ہے۔

۲۴- امتِ محمدیہ میں اہل حق ہمیشہ رہینگے اور مجدد آتے رہیں گے۔

حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ اللہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

صلاح النسا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

میں اس کو بیان کر رہا تھا کہ ہماری عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں۔ ان کو اپنی اصلاح کرنا نہایت ضروری ہے اور یاد رکھو کہ بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کار آمد نہیں حدیث میں ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے۔ راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں کو ستاتی ہے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا گیا کہ وہ عبادت نہیں کرتی مگر ہمسایوں سے حسن سلوک کرتی ہے فرمایا وہ جنت میں جائے گی مگر ہماری عورتوں کا سرمایہ بزرگی آجکل تسبیح اور وظیفہ پڑھنا رہ گیا۔ اخلاق کی ذرا بھی توجہ نہیں حالانکہ اگر دین کا ایک بھی جز کم ہوگا تو دین ناتمام ہو گا مگر آج کل لوگوں نے جیسے اور چیزوں کا ست نکالا ہے۔ اسی طرح دین کا بھی ست نکال لیا ہے بعض نے نماز روزہ ہی کو دین سمجھ لیا ہے۔ معاملات اور اخلاق وغیرہ کو چھوڑ دیا اور بعضوں نے صرف اخلاق کو لے لیا اور عبادات اور عقائد کو چھوڑ دیا اگرچہ ان مدعیان اخلاق کے اخلاق بھی درست نہیں ہیں لیکن اگر ہوتے بھی تو بیکار تھے۔ ایک جماعت تو وہ ہے کہ ان کے عقائد اعمال و معاملات اچھے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ہم خوش عقیدہ ہیں اور اس پر تفاخر کرتے ہیں اور دوسروں کی تحقیر کرتے ہیں تو ان میں اخلاق کی کمی ہے۔ اسی طرح ہماری عورتوں نے عقائد اور وظائف نماز کو لے لیا مگر اخلاق کو چھوڑ دیا۔ صبح سے شام تک غیبت، حسد، لعن طعن، کبر میں مبتلا ہیں اور اس پر یہ سمجھتی ہیں کہ ہم بڑے بزرگ ہیں تو بزرگی صرف یہ نہیں ہے اسی طرح مردوں سے بھی کہا جاتا ہے کہ اخلاق کی ان میں بھی کمی ہے وہ بھی اصلاح کریں بلکہ اخلاق کا بعض حیثیات سے اعمال سے بھی زیادہ اہتمام ہونا چاہیئے اس لیے کہ اگر اعمال میں کمی ہو گی تو اس کا ضرر اپنی ذات ہی تک محدود رہے گا اور اگر اخلاق خراب ہوئے تو اس کا ضرور سروں کو پہنچے گا یہ حق العبد ہے افسوس ترک صلوٰۃ اور دیگر کبائر کو گناہ سمجھا جاتا ہے اور غیبت اور حسد و طمع زیور اپنی سوت سے لڑنا وغیرہ وغیرہ خصال کو گناہ نہیں سمجھتیں۔

وعظ کا خلاصہ

تمام تر وعظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اس حدیث میں تین شر بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ تین شر ایسے ہیں کہ تمام شرور کا تعلق ان ہی تین سے ہے۔ بعض شرور کا تعلق تو ان سے اتناً ہے اور بعض لمّاً ہے یعنی شرور ان سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض شرور سے یہ پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کفران عشیر کا منشا حرص وطمع سے ہے اکثار لعن سے عیب نمائی وغیرہ ہوتی ہے۔ اذهاب لب رجل حازم سے نا اتفاقی، جنگ و جدال، آپس کی خانہ جنگیاں وغیرہ اسی طرح غور کرنے سے سب کا تعلق معلوم ہو سکتا ہے پس یہ تینوں واجب الاصلاح ٹھہرے۔

اصلاح کا موثر طریقہ

اب طریقہ اصلاح کو غور سے سننا اور سمجھنا چاہیئے اور اسی پہ بیان ختم ہو جائے گا اور وہ طریقہ اصلاح مرکب ہے علم و عمل سے اور علم یہی نہیں ہے کہ ترجمہ قرآن شریف پڑھ لیا تفسیر سورۂ یوسف پڑھ لی یا نور نامہ وفات نامہ پڑھ لیا۔ بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمہارے امراض کا بیان ہے۔ یہ تو علم ہوا۔

اور عمل ایک تو یہ کہ اول تو زبان کو روک لو تمہاری زبان بہت چلتی ہے تم کو برا کہے یا بھلا تم ہرگز مت بولو اس سے کفران عشیر اذهاب لب رجل حازم اکثار لعن حسد و غیبت وغیرہ جاتے رہیں گے اور جب زبان روک لی جائے گی تو امراض کے مبانی بھی قلب سے جاتے رہیں گے کیونکہ جب اس قوت سے کام ہی نہ لیا جائے گا تو ان امراض کے مبانی بھی ضعیف اور مضمحل ہو جائیں گے اور دوسرے یہ کہ ایک وقت مقرر کر کے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے اور یہ دنیا چھوٹنے والی ہے اور موت کا اور موت کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں جیسے قبر اور منکر نکیر کا سوال اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب و کتاب اور پل صراط کا چلنا سب کو بالتفصیل روزانہ سوچا کرو اس سے حب جاہ و مال تکبر حرص اور اس کے فروغ غیبت حسد وغیرہ سب جاتے رہیں گے۔

غرض حاصل معالجہ کا دو جز ہوئے ایک علمی دوسرا عملی۔ علمی کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کے بعد ایسی کتابیں پڑھو جس میں احکام فقہیہ کے ساتھ امراض قلب مثل حسد تکبر وغیرہ کا بھی بیان ہو۔ کم سے کم بہشتی زیور ہی کے گیارہ حصے پڑھ لو۔ اور عملی کا جزو کا حاصل دو چیزیں ہیں۔ کف لسان اور مراقبۂ موت۔ لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً پڑھ لو جب کہ گھر میں عالم ہو ورنہ گھر کے مردوں سے درخواست کرو کہ وہ کسی عالم سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں مگر پڑھ کر بند کر کے مت رکھ دینا۔ ایک وقت مقرر کر کے ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اور اوروں کو سناتی رہنا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی اور یہاں اس سے زیادہ بیان کرنے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ ماشاء اللہ یہاں کی عورتیں خود سمجھ دار ہیں اور اصل الاصل ان تمام ترخرابیوں کا ایک ہی امر ہے۔ اسکا اگر ازالہ ہو جائے تو سب امور کی اصلاح ہو جائے گی وہ یہ کہ آجکل بے فکری ہو گئی ہے اگر ہر امر میں دین کا خیال رکھا جائے کہ یہ امر جو ہم کرتے ہیں آیا دین کے موافق ہے یا نہیں تو انشاءاللہ چند روز میں اصلاح ہو جائے۔ اب دعا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ماخوذ از دعوات عبدیت جلد اول)



مقام نیاز اور ناز

عبدالہادی۔ قلعہ گوجر سنگھ، لاہور

دل ایک آئینہ ہے۔ آئینے کا کام یہی ہے کہ وہ کسی چیز کا صحیح عکس پیش کرتا ہے۔ اُسے مبالغہ یا کمی بیشی سے کوئی سروکار نہیں۔ دوسرے الفاظ میں دل کو آئینہ اس لئے کہا گیا ہے کہ جہاں آئینہ ہمیں ظاہری اچھائیوں اور برائیوں سے آگاہ کرتا ہے وہاں دل باطنی کیفیات و احساسات کی غمازی کرتا ہے۔ دل ہی رشد و ہدایت کا منبع و سرچشمہ ہے۔ جسم کے تمام دوسرے عضو دل ہی سے مستفید ہوتے ہیں اُسی سے زندگی حاصل کرتے ہیں۔ مرکز میں اگر کوئی نقص پیدا ہو جائے تو اجزاء متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دل کو اسی لئے مرکزی حیثیت حاصل ہے کہ تمام جسم کا دارومدار اسی گوشت کے چھوٹے سے لوتھڑے پر ہے۔ مومن کے دل کو اس لئے ایک صاف و شفاف آئینے کی مانند کہا گیا ہے کہ وہ محبوب کا پرتو ہے۔ دل کا آئینہ گدلا ہو تو جمالِ یار سے محروم ہونا ہے۔ دل ہی صاف نہ ہو تو محبوب کا عکس کیونکر منعکس ہو سکتا ہے۔ مومن کا تو اللہ سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ اور وہی اس کی لذت و کیفیت سے سرشار ہوتا ہے۔ ایک عام انسان بھلا اس کو کیسے محسوس کر سکتا ہے۔ مقام نیاز و ناز بھی اہلِ دل ہی کا خاصا ہے جب اللہ تعالےٰ سے تعلق بڑھ جائے تو مقام نیاز سے مقام ناز کی سعی ہوتی ہے۔ مقام ناز ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں، یہ تو اہلِ دل ہی کا حصہ ہے۔ جن کے دل معرفتِ الٰہی سے سرشار ہوتے ہیں۔ شوخیاں اور ناز تو وہاں ہوتے ہیں، جہاں تعلق بہت زیادہ ہو۔ اور محبوب کو عاشق کی یہ ادا بُری نہ لگے۔ یہی حالت مومن کی ہوتی ہے اور یہ مقام ناز قدرت ہی کا ودیعت کردہ عطیہ ہے۔ نیاز و ناز کی باتیں تو اہلِ دل ہی کا وطیرہ ہیں۔ ایک عام انسان ان سے کیونکر بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ رشد و ہدایت کا سبق دے رہے تھے۔ تمام معتقد ادب و احترام سے وعظ و نصیحت سے مستفید ہو رہے تھے۔ ایک شخص نے آپؒ سے کہا "مولانا! عرصہ گذرا، آپؒ ہمیں نیکی و بھلائی کی تلقین کرتے رہے کیا کبھی "اُس بازار" کا بھی خیال کیا ہے جہاں ہم جیسے ہی گوشت کے لوتھڑے گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہیں بھی تو اسلام کے احکام سے آگاہ کرنا ضروری ہے، کیا وہ انسان نہیں؟" مولاناؒ کا دل صاف و شفاف آئینے کی مانند تھا۔ بات دل پر لگی۔ فوراً اُٹھے اور اُس بازار کی جانب چل دئے۔ اس بازار کی ایک مشہور طوائف کے مکان پر پہنچے۔ دستک دی۔ ایک ملازم نے دروازہ کھولا۔ تو سامنے ایک نیک سیرت و صورت باریش بزرگ کو کھڑے پایا۔ مولاناؒ کے کہنے پر طوائف کو اطلاع دی اور اجازت ملنے پر مولانا اندر تشریف لے گئے۔ مولاناؒ نے اس طوائف سے مقررہ رقم دریافت کی اور طوائف کے بتانے پر اُسے دے دی۔ آپؒ نے فرمایا کہ اب جو میں کہوں گا وہ کرنا پڑے گا۔ اُس طوائف نے حامی بھر لی۔ آپؒ نے فرمایا کہ "صاف کپڑے پہنو اور وضو کرو۔" طوائف نے مولانا کے کہنے پر صاف اور اُجلے کپڑے پہنے اور وضو کیا۔ اب مولانا نے اُسے اپنے ساتھ مصلے پر کھڑا کر لیا اور اس کے ساتھ نماز شروع کر دی۔ طوائف گناہوں میں معمور مصلے پر مولانا کے ساتھ کھڑی تھی۔ حضرت جنید بغدادیؒ دل کی گہرائیوں سے رب کو پکار اُٹھے اُن کی آواز شدتِ جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"اے اللہ! حمد و ثنا آپ ہی کے لئے ہے ـــــ مولا! جتنا میرے اختیار میں تھا میں نے کر دیا۔ گناہوں سے لتھڑی ہوئی ایک عورت کو وضو کرایا، صاف کپڑے پہنوائے، مصلے پر کھڑا کر دیا۔ بس یہی میرے اختیار میں تھا۔ آگے بس نہیں چلتا۔ آپ ہی سے رحم کی درخواست ہے ـــ مولا! آج رحم نہ فرمایا تو لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ آپ ہی لاج رکھ لیجئے۔ آپ ہی کے بھروسے پر یہاں آیا ہوں، مولا! رحم فرمائیے۔ مولا! اس کے گناہوں سے معمور دل کو پاک کر دیجئے، نیکی و راستی کی طرف موڑ دیجئے بے شک سب کچھ آپ ہی آپ ہی کے اختیار میں ہے۔" وہ مقام نیاز سے مقامِ ناز پر آ چکے تھے۔

حضرت جنیدؒ بغدادی نے دل کی گہرائیوں سے رب کو پکارا تھا۔ رحمتِ خداوندی بھی عجز و انکساری سے پکارنے والوں کو محروم نہیں کرتی۔ طوائف کی حالت بدل چکی تھی، وہ دل سے تائب ہو چکی تھی۔ اور ایک ہی نماز میں اسے اتنا کچھ مل گیا جو وہ تمام عمر بھی حاصل نہ کر سکی۔ آپ مکان سے جانے لگے تو کہنے لگی۔ حضرت! مجھے بھی ساتھ لے جائیے۔ میری حالت ہی بدل چکی ہے۔ اب یہاں رہنے کا کیا کام،" ایک گنہگار عورت گناہوں سے تائب ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیکی کا مجسمہ بن چکی تھی۔

دل کی دنیا آباد ہو تو یاد بھی مزا دینے لگتی ہے۔ کیف و سرور تو زندہ دل ہی کا حصہ ہے۔ ایک بیمار اور گناہوں سے معمور دل بھلا ان کیفیات سے کیونکر روشناس ہو سکتا ہے۔ اُسے تو ان کیفیات و احساسات سے دُور کا واسطہ بھی نہیں۔ ایک بیمار انسان جس کے منہ کا ذائقہ بیماری کے باعث بدل چکا ہو خواہ کتنی ہی میٹھی چیز کھائے اُسے کڑوی ہی معلوم ہوتی ہے۔ بغور دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قصور اس چیز کا نہیں بلکہ اس شخص کے چکھنے کی حِس کا ہے دل کی کیفیات کا بھی یہی عالم ہے اگر ہمیں یادِ الٰہی میں مزا نہیں آتا تو اس میں ہمارا اپنا قصور نہیں۔ ہمارا دل جو کہ گناہوں سے سیاہ ہو چکا ہے ان کیفیات و سرور و مستی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دل ہی مردہ ہو تو محبوب کی یاد کیسے کیف و سرور سے سرشار کر سکتی ہے یہ تو ایک مردہ دل ہی کا حصہ ہے۔ مومن کا زندہ دل ضمیر کو

بھلا بخشتا ہے۔ اسے ہر وقت بیدار رکھتا ہے اور مومن اللہ کی رحمت پر ناز کرتا ہے۔ ایک عام انسان ان احساسات سے کیونکر روشناس ہو سکتا ہے۔ مومن کا خدا کی رحمت پر بھروسہ اور ناز اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اللہ اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے طالب علمی کے زمانے کا ذکر ہے۔ آپ حاکمِ وقت کے محل کے قریب ایک دیوار کے سائے میں شوقِ مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ محل میں چوری ہو گئی۔ محافظوں نے آپؒ پر اس چوری کا الزام لگایا کہ آپؒ ہی اکثر محل سے کچھ دور بیٹھ کر مطالعہ کرتے ہیں۔ چوری بھی آپؒ نے ہی کی ہو گی۔ آپؒ کو چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ حضرت امام احمد حنبلؒ جیسے نیک سیرت انسان کو بھلا دنیوی لالچ سے کیا واسطہ۔ لیکن وہ بلا قصور چوری کے سلسلے میں دھر لئے گئے تھے۔ آپؒ عدالت میں پیش کئے گئے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے دل کی گہرائیوں سے رب کو پکارا۔ انہیں خدا کی رحمت پر کامل اعتماد تھا۔ "اے اللہ! حمد و ثنا آپ ہی کے لئے ہے۔ آپ ہی حقیقتِ حال سے واقف ہیں۔ مولا! میں بے قصور ہوں۔ بے شک آپ جانتے ہیں۔" آپ نے ایک آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ تھا "اور گواہوں کو جب گواہی دینے کے لئے پکارا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔" "اے اللہ! اس وقت آپ ہی دیکھ رہے تھے۔ میرا آپ کے سوا کوئی گواہ نہیں۔" اور قرآن پاک کی آیت کے مطابق اے اللہ! آپ ہی گواہی دیں۔" وہ مقامِ نیاز سے مقامِ ناز پر آ چکے تھے۔ حضرت احمد بن حنبلؒ عدالت میں خاموش کھڑے اپنے رب پر بھروسہ کئے ہوئے تھے۔ لوگوں کا ایک جم غفیر بھی عدالت میں موجود تھا۔ انہیں میں سے ایک شخص اٹھا اور قاضی کے پاس آکر کہنے لگا "جنابِ عالی! چوری دراصل میں نے کی ہے اور مجھے ہی اس کی سزا ملنی چاہئے۔ مجھے بے حد افسوس تھا۔ کہ ایک نیک انسان بے قصور سزا وار ٹھہرا دیا جاتا۔ میں اپنے جرم کا ارتکاب کرتا ہوں۔ احمد بن حنبلؒ بے قصور ہیں۔" خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت احمد بن حنبلؒ صاف بری الذمہ ہو گئے۔

مَنۡ اَحَبَّ شَیۡئًا اَکۡثَرَ ذِکۡرَہٗ۔

"جس کو جس سے پیار ہوتا ہے اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔" اگر اس قول کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ذکرِ محبوب کو اولیت حاصل ہے۔ ذکر ہی سے کسی کے ساتھ تعلق اور رشتے کا پتہ چلتا ہے۔ مومن کا تعلق تو براہِ راست اپنے اللہ سے ہوتا ہے۔ وہاں کسی واسطے کو کوئی سروکار نہیں۔ نماز میں بھی وہی کارفرما ہوتا ہے جہاں گہرا تعلق ہو۔ تعلق ہی درست نہ ہو تو شک و شکایت بیکار ہے اور ہرگز نہ سنی جائیگی۔ جب اصحاب کا تعلق اپنے اللہ سے ہوتا ہے اُن کی زبان اکثر اس کے ذکر کا وِرد کرتی ہے۔ اُس کی یاد انہیں کیف و سرود سے نوازتی ہے۔ بھلا ان کیفیات سے ہم جیسے گنہگار اور رُوسیاہ انسان کیونکر روشناس ہو سکتے ہیں۔ اہلِ دل نے ہر مشکل وقت میں بھی اللہ ہی کی رحمت پر ناز اور بھروسہ کیا ہے۔ اور ان کی یہ سعی بھی رائیگاں نہیں گئی۔ قدرت ہمیشہ ان کی دستگیری و رہنمائی کرتی ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ اُن کا نام تو میرے ذہن سے اتر چکا ہے۔ عالمِ جوانی میں بھی وہ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ ایک روز گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ والدین نے بُرا بھلا کہا کہ اتنے بڑے ہو گئے اور ابھی کچھ کماتے بھی نہیں۔ جائیے اور دو روپے ہی کما لائیے تاکہ آج گذر اوقات ہو سکے۔ وہ قریبی جنگل کی طرف چل دئے۔ ایک درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے۔ قرآن پاک جو ساتھ لائے تھے کھولا اور تلاوت شروع کر دی۔ کافی عرصہ تلاوت کے بعد بارگاہِ صمدیت میں ہاتھ اٹھا دئے۔ انہیں خدا کی ذات پر کامل اعتماد تھا۔

"اے پالنے والے خدا! رحم و کرم کی درخواست ہے۔ مولا! آپ حقیقتِ حال سے واقف ہیں۔ آج عزت رکھ لیجئے۔ گھر والے کہیں گے کہ تم صرف قرآن پاک ہی پڑھتے رہو خواہ انہیں بھوکا مرنا پڑے۔ مولا! رحم فرمایئے۔ میں قرآن پاک کی تلاوت کو ترک نہیں کر دوں گا۔ آخر یہی تو طمانیتِ قلب کا باعث ہے۔ مولا! آج لاج رکھ لیجئے۔" وہ دعا سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ روپے گویا بارش کی طرح ان پر گرنے لگے۔ انہوں نے صرف دو روپے اٹھائے اور فرمایا۔ "اے اللہ! آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ مجھے صرف دو روپے ہی کی ضرورت ہے۔"

یہ تمام حقائق و واقعات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ جو لوگ رحمتِ خداوندی پر بھروسہ اور اعتماد دل کی گہرائیوں سے کرتے ہیں۔ قدرت ان کی خود نگہبانی کرتی ہے اور انہی صاحبِ دل اشخاص کو مقامِ ناز جیسی عظیم نعمت حاصل ہے۔ جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ جو لوگ تہ دل سے خدا کو پکارتے ہیں بے شک وہ نوازے جاتے ہیں۔ آخر اللہ ہی کی رحمت طمانیتِ قلب کا باعث ہے۔ ہمیں اپنے دل کے آئینے میں جھانکنا چاہئے۔ آخر آئینہ تصویر کا عکس ہی منعکس کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عیوب اور گناہ اس آئینۂ دل میں نظر آ جائیں گے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ظاہر ہے کہ آئینہ ہی میں نقائص ہیں جو عکس پیش کرنے سے قاصر ہے —— مقامِ ناز ہمیشہ خدا کی یاد سے معمور دل کو حاصل ہوتا ہے۔ اور دل ہی رشد و ہدایت کا منبع و سرچشمہ ہے اسی سے ہدایت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

مومن دل چونکہ ایک صاف و شفاف آئینے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مقامِ ناز بھی انہیں کا حصہ ہے جن کے دل یادِ الٰہی میں سرشار ہیں اور وہی اس کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اور خدا کی ذات پر یہ بے پناہ یقین اور اعتماد بھی تو خدا کی رحمت ہی ہے۔

دعائے مغفرت

گذشتہ ماہ میری ہمشیرہ ایک ماہ مسلسل بیمار رہنے کے بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں اور آخرت کے حساب و کتاب کا ذکر کر کے بہت رویا کرتی تھیں۔ تمام احباب و جماعتی حضرات سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے ایصالِ ثواب فرمائیں۔

حافظ محمد صدیق انور۔ کمالیہ

جس طرح قرآن مجید کی تابعداری فرض ہے

اسی طرح حدیث کی تابعداری بھی فرض ہے

"مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ"

یہی عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ

"یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ نہیں مومن ہوتا کوئی تم میں سے جب تک کہ اس کی خواہش میری شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔"

"یعنی سچا مسلمان وہی ہے جو ہر کام میں اور ہر حال میں شریعت کا "تابعدار ہو۔"

اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝ یعنی کسی مسلمان مرد کو یا کسی مسلمان عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ تعالےٰ یا اس کا رسول کوئی کام مقرر کر دے پھر اس کو اپنے دل کا یا مرضی کا کچھ اختیار باقی رہے؟ اور جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ کھلا کھلا گمراہ ہے یعنی اس کی گمراہی میں کچھ شک نہیں ہے۔

اس آیت میں یہی صاف صاف بیان ہے کہ کوئی حکم خواہ کلام الٰہی سے ہو خواہ کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کو نہ مانے۔ اور سورہ حشر کے رکوع میں ہے۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا"

یعنی جو کچھ تم کو رسول دے وہ تم سے لو۔ اور جس چیز سے تم کو ہٹائے اس سے ہٹ جاؤ" اور سورہ آل عمران کے چوتھے رکوع میں ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

"یعنی کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو میری "تابعداری کرو۔ یعنی جو احکام الٰہی میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں۔ ان کو بجالاؤ گے تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور سورہ "نور" کے نویں رکوع میں ہے۔

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

"یعنی پس چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ جو مخالفت کرتے اس کے رسول کی کہ پہنچ جاوے ان کو کوئی مصیبت پہنچے ان کو عذاب دردناک"

پس ان آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم برداری کی تاکید فرمائی اور ان کی نافرمانی سے ڈرایا ہے اور یہ تفریق و تفصیل نہیں فرمائی کہ ان کا جو حکم قرآن کے ذریعے سے ہو وہ ہی واجب التعمیل ہے۔ بلکہ ایسی تفریق اور تفصیل کو رد فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ نساء کے اکیسویں رکوع میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا۔

"یعنی تحقیق جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اسی کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے حکم میں فرق کریں۔ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے حکم میں فرق کریں اور یوں کہیں کہ اس کو مانیں گے اور اس کو نہ مانیں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ درمیانی راہ اختیار کریں سو ایسے لوگ پکے کافر ہیں"

یعنی کافر تو کلام اللہ کو بھی نہیں مانتے اور رسولوں کے کلام کو بھی نہیں مانتے اور مسلمان دونوں کو مانتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے یہ بات نکالی کہ کلام الٰہی کا ماننا تو ضروری ہے۔ اور رسولوں کے کلام کا ماننا ضروری نہیں۔ حالانکہ کلام پاک میں باری تعالےٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ "یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے (بلکہ اسلامی و تعلیمی رنگ میں جو کچھ بولتے ہیں سب وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے"

گویا جس طریقے اور دستور سے یا جس نمونے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی اتباع کی ہے یا جس طریقے کو (اسی مقصد کے لئے پسند کیا ہے اسی طریقے کو سُنّت محمدی کہتے ہیں۔ مثلاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ"

تم اسی طریقے سے نماز پڑھو (جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ (احزاب)

مسلمانو! کہ تمہارے لئے محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ اسی شخص کے لئے جو اللہ اور قیامت کے دن کا امیدوار ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے یہ امر لازم ہے۔ کہ وہ اپنے عبادات، اخلاق، معاشرت و معاملات، سیاسی، اقتصادی، عدالتی وغیرہ وغیرہ اسی طریق پر انجام دے جو طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکا ہے۔

سنتِ نبوی کے وسیع مفہوم کے لئے قرآنِ کریم نے حکمت کا لفظ کئی جگہ استعمال فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر رسول کو اللہ تعالےٰ نے ایک ساتھ دو چیزیں عطاء فرمائیں۔ ایک کتاب اللہ اور دوسرے فرامین الٰہیہ کی تنفیذ کا طریقہ اور یہی وہ عملی حکمت ہے جو نبی اور رسول کے سوا کسی کو میسّر نہیں آئی گویا خداوندی تعلیم و ہدایت کا جو سرمایہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے دنیا کو ملا۔ اس کے دو حصے ہیں (۱) کتاب اللہ (قرآن مجید) جو لفظاً معناً کلام اللہ ہے (۲) آپ کے وہ ارشادات اور آپ کی تمام قولی و عملی ہدایات جو آپؐ اللہ کے نبی و رسول اور اس کی کتاب کے معلم و شارح اور اس کی مرضی کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اُمّت کو دیتے رہے۔ جس کو صحابہ کرامؓ نے محفوظ رکھ کر بعد والوں کو پہنچایا اور بعد والوں نے اس کو پورے سلسلہ روایت کے ساتھ کتابوں میں محفوظ کر دیا۔ آپ کی تعلیمات و ہدایات کے اس حصّہ کا عنوان حدیث اور سنّت ہے۔

چنانچہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوا۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ (سورۂ نحل ع ۶)

"اور نازل کیا ہم نے آپؐ کی طرف یہ ذکر (کتاب) تاکہ آپؐ کھول کھول کر بیان کریں لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو نازل کی گئی ان کی طرف اور تاکہ وہ اس میں غور کریں۔"

پس قرآن ہی کے ذریعے رسول کے فرائض اور ان کے منصب سے دنیا والوں کو آگاہ کیا گیا اور بار بار اعلان کیا گیا کہ یہی رسول تم کو قرآن کے کلمات سنائیں گے اور یاد کرائیں گے اور یہی تم کو اسی کے معانی و مطالب اور رموز و حکمت بھی بتائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:-

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (آلِ عمران ع ۱۷)

"بہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو، اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت کی اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں"

گویا پہلی چیز یعنی تلاوتِ آیات کا مطلب تو ظاہر ہے ہاں تعلیم کتاب کی نسبت غور کرتا ہے کہ اس کی کیا مراد ہے؟ اگر اس کی مراد بھی قرآنِ پاک کے کلمات کو پڑھ کر سنانا اور یاد کرانا ہی ہے۔ تو یہ تلاوت آیات سے الگ کوئی چیز نہیں ہوتی حالاں کہ وہ اس سے الگ ذکر کی گئی ہے۔ پس یقیناً اس سے مراد آیات کی تشریح اس کے معانی و مطالب کی توضیح اور آیات کی حکمتوں اور ان کے احکام کا بیان ہے۔ پس جب قرآن ہی سے یہ معلوم ہو چکا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض رسالت میں جس طرح کلماتِ قرآن کی تلاوت و تبلیغ ہے اسی طرح اس کے معانی و مطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں داخل ہے تو لازمی طور پر یہ بھی ماننا

پڑے گا کہ جس طرح متن قرآن حجت ہے اسی طرح اس کی نبوی تشریحات بھی حجت اور واجب القبول ہیں۔ ورنہ آپ کی تعلیم کتاب کا مکلف بنانا اور تعلیم کتاب کو آپ کا منصبی وظیفہ بنانا بالکل بے معنی ہوگا۔ الغرض نصِ قرآنی کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالےٰ کے "پیغام رساں" ہونے کے ساتھ ساتھ اس پیغام کے معلم اور مبین بھی ہیں۔

لیکن ہمارے زمانہ میں جو نئی نئی گمراہیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں نے جن کی آزادی پسند طبیعتوں کے لئے احکام شریعت کی پابندی سخت گراں ہے یہ نعرہ لگانا شروع کیا ہے کہ دینی حجت بس قرآن ہی ہے قرآن کے لانے والے رسول کا کام صرف قرآن پہنچا دینا تھا۔ اب ہمارا کام قرآنی احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ اسی طرح سے باہراور اس کے علاوہ کوئی چیز دینی حجت نہیں ہے حتیٰ کہ رسول کا قول فعل بھی دینی حجت اور واجب الاتباع نہیں ہے۔

یعنی احادیثِ نبوی اور اسوہ حسنہ رسالت پر کسی دینی مسئلہ اور کسی شرعی حکم کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

اگرچہ واقعہ یہ ہے کہ کسی ہستی کو اللہ کا نبی اور رسول مان کر اسی کی تعلیمات اور ہدایات اور اس کے اسوہ حسنہ کو دینی حجت اور واجب الاتباع نہ ماننا۔ اس قدر مہمل اور غیر معقول بات ہے کہ اگر اس کے کہنے والے خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے ہوتے اور ان کی یہ باتیں خود ان سے نہ سنی ہوتیں۔ تو اس کا یقین کرنا بھی دشوار ہوتا کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسی مہمل بات بھی کہہ سکتا ہے۔

مگر کیا کیا جائے کہ دنیا کے اس عجائب خانے میں جہاں اور بہت سے عجائبات ہیں ان ہی میں سے ایک یہ عجوبہ بھی ہے کہ بظاہر عقل دحواس رکھنے والے کچھ لکھے پڑھے لوگ سمجھ میں نہ آ سکنے والی یہ بات بھی پورے زور سے ابولہب کی طرح کہہ رہے ہیں کہ محمد (صلعم) کی بات (حدیث رسولؐ) نہ سننا۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ "یہ کافر لوگ چوپائے ہیں یا چوپائیوں سے بھی زیادہ گمراہ" یعنی ان کے بڑے بڑے دل ہیں۔ بڑے مضبوط جسم ہیں۔ لیکن دل سے دین کی باتوں کو نہیں سوچتے۔

غرضکہ اس فتنہ منکر حدیث کو اپنی غیر معقولیت کی وجہ سے آپ اپنی موت مرجانا چاہیئے تھا۔ لیکن چونکہ اقوام مغرب کی سیادت و قیادت کی وجہ سے ہمارے زمانہ کی ہوا آزادی پسندی اور آوارہ مزاجی کے لئے ہمیشہ سے سازگار بنی ہوئی ہے۔ اسی لئے یہ فتنہ نہ صرف زندہ ہے۔ بلکہ حشرات الارض کی طرح آہستہ آہستہ بڑھ ہی رہا ہے۔

ے انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اُمتِ رسولؐ کو زندگی ہدایت اور قوت کے اس سرچشمہ (حدیث نبویؐ) سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور اس کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں بے اعتمادی اور شک پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ اُمت کو کس قدر نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس کو کس قدر عظیم الشان مقدس سرمایہ اور کتنی بڑی روحانی نعمت و پاکیزہ دولت سے محروم کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآنی علوم کے لئے جس بصیرت کی ضرورت ہے وہ اسلاف کی خاک پا کا سرمہ لگانے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

بعض لوگوں نے یہ حیلہ بنایا ہے کہ حدیثیں دو سو برس بعض لکھی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کو حدیثوں کے یاد رکھنے کی اور دوسروں کو پہنچا دینے کی تاکید کرنا اور جن کے حافظوں میں کمزوری ہو ان کو لکھ لینے کی ہدایت کرنا پھر حضرات صحابہ کا اس حکم وہدایت کی بخوبی تعمیل کرنا پھر آئندہ تابعین و تبع تابعین میں اسی عمل درآمد پر نہایت اہتمام و کوشش کرنا ایسی پکی حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس کو کوئی جرح بھی بفضل تعالےٰ باطل نہیں کر سکتی

مسلمان بھائیو! حاصل کلام یہ ہے کہ "منکر حدیث۔ منکر قرآن ہے۔ منکر قرآن خارج از اسلام ہے۔ یعنی پکا" بے ایمان ہے۔ بقول حضرت لاہوریؒ،

ے کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ: فضائل امتِ محمدیہؐ

کے امر پر قائم رہے گا اور جو ان کی مدد نہ کرے گا اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو نقصان نہ پہنچا سکیگا۔ حتیٰ کہ وہ اللہ کا حکم (موت) آنے تک اسی حال میں ہوں گے (بخاری و مسلم)

ترمذی کی ایک روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم ہونے تک میری امت کا ایک گروہ خدا کی طرف سے مدد کیا جاتا رہے گا جو ان کی مدد نہ کرے گا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیگا۔

۲۵۔ امتِ محمدیہ کے بعض افراد کو دنیا میں جنت کی خوشخبری مل گئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ جنت میں ہوں گے اور عمرؓ جنت میں ہوں گے، عثمانؓ جنت میں ہوں گے۔ اور علیؓ جنت میں ہوں گے اور طلحہؓ میں ہوں گے۔ زبیرؓ عبدالرحمٰن ابن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور سعید بن زیدؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ جنت میں ہوں گے۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے (۱) علیؓ (۲) عمارؓ (۳) سلمانؓ (ترمذی)

حضرت ابو موسیٰؓ نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری امتِ مرحومہ ہے۔ اس پر آخرت میں زیادہ عذاب نہیں ہوگا۔ اس کا عذاب دنیا میں فتنے، زلزلے اور قتل ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس امت پر خدا کی خاص رحمت ہے۔

برادرانِ اسلام! امتِ محمدیہ کے فضائل و مناقب کو پڑھ کر اور اس پر خوش ہو کر عملِ صالحہ سے غفلت اختیار کرنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں۔ جہاں فضیلت زیادہ ہوتی ہے وہاں ذمہ داریاں بھی بڑی ہوا کرتی ہیں۔ اور کوتاہی و غفلت پر سزا بھی زیادہ ملتی ہے۔

مسلمان فریضۂ تبلیغ چھوڑ بیٹھے اور تبلیغ اسلام کی بجائے اسلام سے نفرت دلانے والے بن گئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی حالت کو بدلیں اور فریضۂ تبلیغ کو پوری طرح انجام دیں اور نیک اعمال میں مشغول رہیں تاکہ ہم اللہ کے نزدیک بہتر ہی رہیں اور خیر امت کے مقدس خطاب کے اہل ہی رہیں۔ آمین!

دارالعلوم مدنیہ بہاولپور

بہاولپور کی مقتدر دینی درسگاہ دارالعلوم مدنیہ عرصہ ڈیڑھ سال سے قائم ہے۔ بہاولپور کے جید علماء کرام اور قومی ورکروں کے تعاون سے کافی ترقی کر چکی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت قرآن پاک حفظ و ناظرہ اور عربی فارسی کے یکصد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ مسافر طلباء کو خوراک، کتب وغیرہ دارالعلوم کی طرف سے دئیے جاتے ہیں۔ دارالعلوم کے مہتمم ملک کے نامور عالم دین حضرت مولینا عبیداللہ صاحب سابق شیخ الجامعہ ہیں۔

اس وقت دارالعلوم کی بلڈنگ کا ایک حصہ جو سات کمروں پر مشتمل ہے چھت تک پہنچ چکا ہے جس پر ہزاروں روپیہ صرف کیا جا چکا ہے۔ مگر چھت کا مسئلہ جو کہ نہایت ضروری اور اہم ہے باقی ہے۔ اہل ثروت حضرات سے اپیل ہے کہ دارالعلوم کی تعمیر کے لئے گارڈر اور ٹی ایئرن وغیرہ سے پورا تعاون کریں۔

امید واثق ہے کہ جملہ مسلمان اس دارالعلوم کی تعمیری اور تعلیمی ترقی کے لئے ہر طرح سے دل کھول کر معاونت کریں گے۔

غلام مصطفیٰ غفرلہ

ناظم دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

❊ ❊ ❊

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

قسط اوّل

محبت کی تشریح! محبت روح کے میلانِ صحیحہ کا نام ہے۔

بعض حضرات لفظ "عشق" کو "محبت" یا "حُبّ" کی جگہ استعمال کر جاتے ہیں حالانکہ محبت و عشق دو مختلف لفظ ہیں، اور اسی طرح ان کے معنوں میں بھی اختلاف ہے، روح کے میلان صحیحہ کو محبت کہتے ہیں اور عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں، محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالاتِ عالیہ کی وجہ سے محبت کئے جانے کے شایاں ہو، معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو، محبوب محبوب ہی ہے چاہے کوئی محبّ پیدا ہو یا نہ مگر معشوق نہیں جب تک کہ اس کا عاشق موجود نہ ہو، جیساکہ ضرب المثل سے ظاہر ہے "لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید" اور اسی وجہ سے قرآن و حدیث کے اندر کہیں بھی لفظ عشق استعمال نہیں کیا گیا، ایک روایت جو عوام میں مشہور و معروف ہے کہ من عشق الخ وہ ائمہ محدثین کے ہاں معتبر نہیں، بلکہ ضعیف ہے۔

محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے، محبت ہی ہے جس کے بارے میں آپؐ ایک صحابی کے ساتھ اس طرح محو گفتگو ہوتے اور حسب ذیل ارشاد فرماتے ہیں "ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کہ حضورؐ! میں نے اس کے لیے نہ کچھ زیادہ نمازیں (نوافل) تیار کر رکھی ہیں نہ زیادہ روزے (نفلی) نہ زیادہ صدقات وخیرات، مگر میں خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ تو اسی کے ساتھ ہے جسے دوست رکھتا ہے"

(رواہُ البخاری)

اور یہ محبت ہی ہے جس کے بارے میں آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جسے وہ دوست رکھتا ہے، علامہ قسطلانیؒ اس حدیث کی شرح میں یوں رقمطراز ہیں کہ اَلْمَرْءُ سے مرد یا عورت دونوں مراد ہیں، اور ہر دو اُسی کے ساتھ جنت میں ہوں گے جس کے ساتھ ان کی محبت ہوگی، فرق مراتب کی وجہ سے جو پردے حائل ہوں گے وہ اٹھ جائیں گے۔ یہاں تک کہ دیکھنے اور مشاہدہ کرنے میں یوں معلوم ہوگا جیسے ایک ہی درجہ ہے" اور یہ محبت ہی ہے جس کے بارے میں خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ یعنی جس نے میرے ساتھ دوستی کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

علامہ بدرالدین عینیؒ نے محبت کے تین اسباب ذکر فرمائے ہیں۔ کمال جمال اور جود وسخا۔ جب ہم ان تین اسباب کا تجزیہ کرتے تو ہمیں حضور علیہ السلام سے زیادہ ان کا متحمل اور کوئی دکھائی دیتا،

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

آپ کا کمال آپ کی نبوت سے ظاہر ہے، آپ کا جمال حضرت حسان بن ثابتؓ کے اس شعر سے ظاہر ہے ؎

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

ترجمہ! آپ جیسا حسین آج تک کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور آپؐ جیسا جمیل اور خوبصورت آج تک کسی ماں نے جنا نہیں۔

اور بقول شاعرے ؎

حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور آپ کے جود وسخا پر وہ واقعات گواہ ہیں جن میں آپ کا بے مثال جود و کرم ظہور پذیر ہوتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ بھی دشمنوں پر۔ جس کے جود وکرم سے اعداد اور اغیار جھولیاں بھرتے ہوں اس کے جود وکرم کی بارش اپنوں پر کس قدر زیادہ ہوتی ہوگی۔ الغرض آپ کا کمال شریعت مطہرہ سے ظاہر ہے آپ کا جمال احادیثِ شمائل میں موجود ہے۔ آپ کی روحانی وجسمانی بخشش و کرم کا تو کون اندازہ لگا سکتا ہے! پھر آپ کی محبت تمام مخلوق سے زیادہ کیوں نہ ضروری ہو،

کسی سے محبت کیوں کی جاتی ہے؟

کسی سے محبت کا رشتہ اس کی صفات کی بناء پر جوڑا جاتا ہے۔ صفات ہیں تو محبت ہے صفات نہیں تو محبت بھی نہیں، ہم میں سے ہر شخص حاتم طائی سے پیار اور محبت کرتا ہے اس کی صفت جود وسخا کی بنا پر نہ اس وجہ سے کہ اس کی سخاوت سے کچھ حصہ ہمیں بھی ملا ہے۔ سینکڑوں نوشیرواں سے محبت کرتے ہیں، اس لیے نہیں کہ ان کے فیصلے نوشیرواں کی عدالت میں اس کی صفت عدل سے انجام پاتے تھے۔ بلکہ اس کی یہ صفت ہی محبت کا سبب ہے ہزاروں رستم و اسفندیار کی داستان کے شیدائی ہیں اس لیے کہ انہیں مردانگی اور شجاعت کی صفات محبوب ہیں، بیسیوں سقراط اور افلاطون سے پیار کرتے ہیں۔ ان کی حکمت و دانائی کی بنا پر، اسی طرح لوگ شیکسپیئر، ہومر، برناڈ شا، فردوسی، سعدی، لبیدؓ، متنبی، ابو تمام حبیب بن اوس طائی، زہیر بن ابی سلمیٰ کو تحسینی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس کا واحد سبب ان کی اپنی اپنی صفات ہیں جب ان سب حضرات کی ادنیٰ صفات پر ان سے پیار اور محبت کے رشتے استوار کئے جا سکتے ہیں تو ہمیں عقل اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ پھر اس ذات سے سب سے زیادہ پیار اور محبت کرو جس کے اندر یہ صفات بدرجہ اتم موجود ہیں پھر کوئی صاحب بصر، صاحب دل ایسے محبوبؐ، ایسے محمودؐ، ایسے مصطفٰیؐ ایسے مجتبٰیؐ اور ایسے محمدؐ اور احمدؐ پر ہزار دل و جان سے کیوں کر فدا نہ ہوگا۔ جن کے اندر اولین و آخرین کی جمیع صفات جمع ہیں۔ اور اس فدا ہو جانے کو اپنے لیے کیونکر نہایت عز و شرف نہیں سمجھے گا

اور اسے انتہائی کمالِ انسانیت تصور نہیں کرے گا اس راز کو قرآن کریم کی یہ آیت آشکارا کرتی ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ الآیۃ! ترجمہ:" اے نبی! کہہ دو! اگر تمہارے باپ دادا اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں، کنبے قبیلے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے مندے اور بڑے سے ڈرتے ہو، اور وہ مکان جو تم کو پسند ہیں، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو اچھا اتنی دیر صبر کرو، کہ خدا اپنا حکم نافذ کر دے اور خدا فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا"، اس آیت شریفہ کے اندر اور محبتوں کی نہی نہیں فرمائی بلکہ تفریقِ درجات کے سبق کی تعلیم دی ہے

ع گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

یہی راز صحیحین کی اس حدیث سے عیاں ہوتا ہے جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں،

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ٥ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد اور تمام جہان کے آدمیوں سے زیادہ دوست نہ ہو جاؤں،

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ" کمالِ ایمان یہ ہے کہ تقاضائے تقاضائے طبیعت پہ غالب آ جائے"

اللہ ہمیں کمالِ محبت اور کمالِ اطاعت عطا فرمائے۔ آمین،

(باقی آئندہ)

جامعہ مسجد پیڑیاں لوہاری منڈی کا

سالانہ جلسہ

بتاریخ ۲۷، ۲۸ راگست بروز ہفتہ، اتوار زیرِ صدارت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفۂ مجاز حضرت مدنیؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ اور حضرت مولانا محمد اجمل صاحب اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفید فرمائیں گے۔

(حاجی) بشیر احمد

جمعیۃ العلماء اسلام اپنے ایک انتھک کارکن سے محروم ہو گئی

جمعیۃ علماء اسلام کے حلقوں میں یہ جگر پاش خبر نہایت دکھ سے سنی جائے گی کہ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے عظیم کارکن اور معیاری دواخانہ، شعبۂ دواسازی کے انچارج حکیم مرزا احمد بیگ ایک دن بیمار رہنے کے بعد ۱۸ راگست بروز جمعرات سورج کے غروب ہوتے ہی عالمِ آب و گل سے عالمِ بقا کو سدھار گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حکیم احمد بیگ کی موت سے دفتر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کی رونق ختم ہو گئی۔ علماء حق اور بالخصوص ہمارے عظیم راہنما حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اپنے ایک معتمد اور محب صادق سے محروم ہو گئے۔

مرحوم نے جمعیۃ علماء اسلام اور ترجمانِ اسلام کی پانچ سال تک جو بے لوث خدمت سرانجام دی ہے وہ ہمیشہ یادگار رہے گی مرحوم حد درجہ پرہیزگار، عابد و زاہد، مجاہد، انتھک کارکن اور دینی غیرت و حمیت کا مجسمہ تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت فردوس میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

(غمزدہ حکیم مختار احمد الحسینی)

انتقال پُرملال

محترم ڈاکٹر محمد سعید صاحب ایم، بی، ایس یکی گیٹ لاہور کے برادرِ بزرگ جناب محمد رشید صاحب سپرنٹنڈنٹ ریلوے ۴۹ سال کی عمر میں ۱۵ راگست کو اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ادارہ اس المناک صدمے میں ڈاکٹر سعید صاحب اور دیگر پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے آمین۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔

---

۴ .... با اختیار اسلامی کونسل پہ عمل اعتماد اور اس سے پروگرام مرتب کرنے کی اپیل کے سلسلہ میں قرار داد پاس کی گئی۔ اجلاس میں اشیاء خوردنی کی گرانی روز مرہ کے حادثات، عربی زبان کے بارہ میں تجاویز پاس ہوئیں۔ (باقی آئندہ)

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۱۰ راگست ۱۹۶۶ء کو مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل میں حسب اعلان حضرت امیر مرکزی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ، کی صدارت میں مجلس شوریٰ کا اجلاس صبح ۱۰ بجے شروع ہوا۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب نے تلاوت قرآنِ پاک سے اجلاس کا آغاز کیا۔ حضرت امیر مرکزی نے افتتاحی ارشادات فرمائے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ (سرگودھا) کی وفات پہ قرار داد، تعزیت پاس ہوئی اور دعائے مغفرت کی گئی اور ساتھ ہی حضرت مولانا عبدالحنان صاحب، حضرت مولانا قاضی احسان احمد کی صحت کے لیے بھی دعا کی گئی اس کے بعد حضرت مولانا غلام غوث صاحب ناظم عمومی نے مختصر سی رپورٹ سنا کر ایجنڈا پیش کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے اسلامی اقدار سے حکومت کی بے اعتنائی...... و بے پروائی کو افسوس ناک اور ناقابل برداشت قرار دیتے ہوئے علماء کرام کو دعوت عمل دی۔ اور صاف و صریح لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک کے نصوص کے خلاف عائلی قوانین جیسے قوانین کا نفاذ پھر اس پہ حکومت کا ڈٹے رہنا یا لطائف الحیل سے ٹالتے رہنا۔ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج ہے جن کے بعد حضرت مولانا غلام غوث صاحب نے تقریر کی اور فرمایا کہ جمعیۃ کے لیے اس سلسلہ میں اپنے طور پر کوئی اقدام کرنا مناسب نہیں ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام، مجلس احرار اسلام۔ تحفظ ختم نبوت۔ تنظیم اہل سنت جمعیۃ اتحاد القراء۔ جماعت اہل حدیث وغیرہ ہم حضرات کا متحدہ اسلامی محاذ اس کے لیے مناسب پروگرام کا ذمہ دار ہے۔ جس نے با اختیار اسلامی کونسل بنا کر اہل اسلام کے درد کا مداوا تجویز کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی ہے۔

صدر اجلاس امیر محترم نے فرمایا کہ ان قوانین کے سلسلہ میں واضح دلائل کے ساتھ حکومت کے شکوک دور کر کے پہلے آئینی اتمام حجت کی سعی کرنا ضروری ہے بحث میں مختلف حضرات نے حصہ لیا جس کے بعد......۴

نورانی مجلسیں

مرتبہ محمد عثمان غنی ۔۔۔ قسط نمبر

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کی تقریر کے چند اقتباسات

..... علمائے کرام اور میرے معزز بھائیو! جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ ابھی اسی رات کو، اسی مسجد میں، تھوڑی دیر بعد مجلس ذکر ہونے والی ہے جس میں ہمارے مقتداء اور روحانی پیشوا حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے طرز پر رب العلمین کا ذکر کرائیں گے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اسی مناسبت سے اس مجلس ذکر سے پہلے تھوڑے سے وقت میں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو دین کی باتیں سننے اور سنانے کے لیے عنایت فرمایا ہے، ذکر کے فضائل پر کچھ بات ہو جائے تاکہ جن دوستوں کو ذکر میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہو وہ یہ سمجھ سکیں ہم جو اپنی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کا ورد کر رہے ہیں یا زبان سے اللہ اللہ کر رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟...

... ذکر پر علمائے اسلام نے بڑی بڑی طویل کتابیں لکھیں اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجلس ذکر میں ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر میں ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر کی بڑی برکات ہے۔ اب بھی خدام الدین میں ذکر فضائل آتے رہتے ہیں اور ذکر کی برکات کا شمار تو ہے ہی ناممکن۔ حبیب اللہ یہ فرماتے ہیں کہ میرا ذکر سب عبادتوں سے بڑی عبادت ہے ولذکر اللہ اکبر۔ اللہ کا ذکر سب عبادتوں سے بڑی عبادت ہے کہ ساری عبادتیں اللہ کے ذکر کو جاری کرنے کے لیے ہیں۔ ذکر میں مسلمانوں کے لیے اجتماعی اور انفرادی فوائد ہیں۔ آپ میں سے تو الحمد للہ اکثر دوست مشائخ کے ملنے والے ہوں گے، صوفیائے کرام کے ملنے والے ہوں گے اور یہ دلیل ہے کہ آپ کا تعلق صوفیاء سے ہے کہ آپ مجلس ذکر میں آ گئے۔ اگر نہ ہوتا تو آپ کیسے آتے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ متبع شریعت رہنما جو ہوتا ہے، شیخ، قائد، وہ سب سے پہلے اپنے مرید کو کس طرف بلاتا ہے؟ چونکہ ہمیں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آسانی کے ساتھ مفت مل گیا ہے اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو ایک بالکل معمولی سی بات ہے۔ میرے دوستو اور میرے بزرگو! کلمہ طیبہ اتنی بلند چیز ہے ——

رب العلمین کا ذکر اتنا بلند ہے کہ اس سے کہ بلند اور کوئی چیز نہیں، کوئی عبادت نہیں۔ جب انسان کسی شیخ کامل سے بیعت ہوتا ہے تو وہ اس کے بدن میں اللہ کے ذکر کو راسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک مستقل تربیت ہے۔

جو لوگ کسی پابندِ شریعت بزرگ کے مرید ہیں وہ جانتے ہیں۔ اگر نہیں جانتے تو میں بتا دیتا ہوں۔ ہمارے ہاں سلسلہ راشدیہ قادریہ میں یعنی امام الاولیاء حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ کا جو سلسلہ ہے، اور انہیں کی برکت اور فیض سے ہم آپ آج یہاں اکٹھے ہو گئے۔ ورنہ یہ بھائی عبدالرحمن ایک نوجوان لڑکا ہے اسے کیا لگے اور ان چیزوں کو کیا لگے کیا سمجھتے ہیں آپ؟ ایک فقیر کی نظر نے اس عبدالرحمن سے وہ کام لیا جو بڑے بڑے علماء نہیں کر سکے"......

یہاں پر حضرت مدظلہ العالی تشریف فرما ہیں وہ میری بات کی تصدیق کریں گے۔ مجھے بڑے حضرت امام الاولیاء نور اللہ مرقدہ نے خود سنایا تھا کہ سرگودھا میں نون فیملی کی ایک عورت ہے، حضرتؒ کی وہ مرید ہے، حضرتؒ نے اس کو ذکر بتایا تو وہ یہ کہتی ہے کہ جب میں مراقبۂ نوری کرتی ہوں تو میرے بدن پر جو چھ لطائف ہیں ان لطائف میں جب اللہ کا وہ نام چلاتی ہے تو وہ نام بجائے اس کے کہ زبان پر ہو یا لطیفوں پر ہو اس کے بدن پر وہ چمکتا ہے نظر آتا ہے، انسان کا بدن جو ہے جس میں خیالات نیک و بد دونوں پیدا ہو سکتے ہیں وہ ناف سے لے کر چوٹی تک ہے اس میں چھ لطیفے ہوتے ہیں۔ کسی اللہ کے نیک بندے کے پاس بیٹھنے کی توفیق اللہ دے تو آپ سمجھ جائیں گے۔ ان چھ لطائف کو یوں سمجھئے کہ یہ انسان کے بدن کے جیول ہیں جیسے کہ گھڑی میں جیول ہوتے ہیں جن کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔ ذکر سری کہتے ہیں ذکر نفسی کہتے ہیں، ذکر روحی کہتے ہیں، ذکر خفی کہتے ہیں اور ذکر اخفیٰ کہتے ہیں"

سید امین گیلانی صاحب کے اشعار

(یہ نظم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کہی گئی تھی لیکن کبھی ان کے سامنے نہ پڑھی گئی اور نہ شائع کی گئی محض اس خوف سے کہ ہمارے بزرگ ان باتوں کو پسند نہیں کرتے) س

مدح میں اس کی قلم میرا رواں ہوتا ہے
جس پہ اس دور کے شبلی کا گماں ہوتا ہے
جھوٹ بولوں تو گنہگار کہ اس کا دیدار
باعثِ راحتِ دل، راحتِ جاں ہوتا ہے
اس کے چہرے پہ ہے یوں نورِ یقیں کا جلوہ
صبح سورج کے نکلنے کا سماں ہوتا ہے
اس کا ہر کام ہے سنت سے محبت کا ثبوت
اس کے ہر قول میں قرآن کا بیاں ہوتا ہے
وہ مفسر، وہ محدث، وہ مبلغ، وہ فقیہ
لفظ لفظ اس کا جواہر سے گراں ہوتا ہے
دن کو تبلیغ و ہدایت میں وہ مصروفِ عمل
شب کو سجدوں میں وہ تسبیح کناں ہوتا ہے
عرش سے ہوتا ہو جس طرح فرشتوں کا نزول
اس کی مجلس میں وہ رحمت کا سماں ہوتا ہے
اے عبا پوش! میرے حال پہ کر نظرِ کرم
یہ جوانی کا سماں آفتِ جاں ہوتا ہے
وہ ہے درویش مگر اس کا جو رتبہ ہے امین
بادشاہوں کی قسمت میں کہاں ہوتا ہے

بقیہ: شذرہ

کی جو شعائر اللہ میں سے ہے توہین لازم آتی ہے ۔۔۔۔۔۔ اور ظاہر ہے شعائر اللہ کی توہین سے عذاب الٰہی حرکت میں آتا ہے ۔۔۔ ہمیں قاری صاحب کے خیال سے کلیتاً اتفاق ہے اور ہم ایسے تمام لوگوں کو جو اپنی ناسمجھی اور مسئلے سے ناواقفیت کے باعث اس فعل قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں اس سے باز رہنے کی پُرزور تلقین کرتے ہیں۔

قرآن عزیز یقیناً شعائر اللہ میں سے ہے اور ہم سب پر لازم ہے کہ اس کا پورا احترام کریں۔ ممکن ہے بعض اولیاء اللہ کے ساتھ استثنائی معاملہ ہو۔ اور ان کے اجسام قبروں میں محفوظ رہیں۔ لیکن عام طور پر میت قبر میں رکھے جانے کے بعد آخر گلنا سڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس سے بُو اور تعفن اور پیپ وغیرہ کا پیدا ہو جانا لابدی ہے چنانچہ جب پیپ اور بُو وغیرہ قرآن عزیز کے ساتھ لگے گی تو یقیناً یہ قرآن کریم کی بے حرمتی ہوگی۔ اور اس سے خدا کا غصہ حرکت میں آجائے گا۔ مزید برآں قرآن عزیز پڑھنے اور عمل کرنے کی چیز ہے اسے قبروں میں دفن کرنا بجائے خود عقل کے فقدان کی دلیل اور قرآنی تعلیمات سے عدم واقفیت کا کھلا ہوا ثبوت ہے پس مسلمانوں کو اس رسم قبیح سے بچنا اور قرآن عزیز کی بے حرمتی سے باز رہنا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

جامعہ قاسمیہ لائلپور کا سالانہ اجلاس

۲، ۳، ۴ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام جامع مسجد قاسمیہ اے بلاک غلام محمد آباد کالونی میں منعقد ہوگا۔

مولانا عبید اللہ صاحب انور۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میاں چنوں۔ مولانا سید خورشید احمد شاہ صاحب عبد الحکیم۔ مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری۔ علامہ دوست محمد قریشی۔ علامہ قائم الدین۔ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی۔ مولانا عبد الشکور دینپوری۔ مولانا عبد الرحمٰن جامی، مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر۔ مولانا عبد العزیز بھٹی۔ قاری حسن شاہ قاری عبد الرحمٰن نوشوی۔ مولانا محمد اجمل صاحب۔ مولانا مفتی محمود صاحب۔ مولانا غلام قادر صاحب۔ سید امین گیلانی۔ کمتر بیلانوی مرزا غلام نبی جانباز و دیگر علماء و شعراء تشریف لائیں گے۔

اجلاس جمعہ کی صبح ۱۰ بجے شروع ہوگا۔ ہفتہ، اتوار رات کو اجلاس ہوں گے۔ (عبدالحی عابد ناظم جامعہ قاسمیہ)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وقار العلماء والصلحاء حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی نقشبندی مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۶۶ء بمطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء چوک آر اے بازار لاہور چھاؤنی میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اپنے روح پرور اور حیات افروز خطاب حاضرین کو مستفیض فرمائیں گے۔

شفیق احمد مصطفیٰ جنرل سٹور۔ ناظم اعلیٰ انجمن خدام الاسلام آر اے بازار لاہور چھاؤنی۔

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا ۳۷۹ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کا

ششماہی امتحان

حسب سابق اول، دوم، سوم آنے والے طلباء کو ۷ ستمبر کے تبلیغی جلسہ میں علمائے کرام انعامات تقسیم فرمائیں گے۔ امتحان کے لئے جناب حافظ قاری نور محمد صاحب مہتمم جامعہ رحیمیہ جھنگ صدر تشریف لائیں گے۔

(سید محمود جاوید حسن ترمذی ناظم مدرسہ)

"موت سے کس کو رستگاری ہے"

چمنستان بخاری کا ایک اور پھول مُرجھا گیا

حکیم محمد ابراہیم مرحوم بہاولپور میں "تحریک ختم نبوت" کے نقیب اور مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے رکن رکین تھے ایک وضعدار قومی کارکن اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ زندگی کی آخری نماز بھی باجماعت ادا کی۔ عشاء کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے بعد گھر پہنچے۔ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دل کا دورہ پڑا اور چند لمحوں میں اللہ کو پیارے ہوگئے بہاولپور ڈویژن کے قومی اور مذہبی ورکر ایک انتھک اور فلسفی ساتھی سے محروم ہو گئے۔ مقامی مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیۃ العلماء اسلام کے علاوہ ڈویژن بھر کے ہم خیال ساتھیوں نے تعزیت کی قراردادیں منظور کی ہیں۔ دار العلوم مدنیہ اور دینی مدارس میں ختم کلام پاک کر کے ایصال ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں جگہ دے اور اس کے معصوم بچوں اور بیوہ کا حامی و ناصر ہو۔

غمزدہ محمد حسن چغتائی

بچوں کا صفحہ

ذوالبجادین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

محمد حفیظ عمر، بہاولنگر

ان بزرگ صحابیؓ کا نام عبداللہ تھا ابھی بچہ ہی تھے کہ باپ مر گیا۔ چچا نے پرورش کی تھی۔ جب جوان ہوئے۔ تو چچا نے اونٹ، بکریاں، غلام دے کر ان کی حیثیت درست کر دی تھی۔ عبداللہ نے اسلام کے متعلق کچھ سنا۔ اور دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا۔ لیکن چچا سے اس قدر ڈرتا تھا۔ کہ اظہارِ اسلام نہ کر سکا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے واپس گئے تو عبداللہ نے چچا سے جا کر کہا۔

"پیارے چچا! مجھے برسوں انتظار کرتے گذر گئے کہ کب آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور آپ کب مسلمان ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کا حال وہی پہلے کا سا چلا آتا ہے۔ میں اپنی عمر پر زیادہ اعتماد نہیں کر سکتا۔ مجھے اجازت فرمایئے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔"

چچا نے جواب دیا "دیکھ! اگر تو محمدؐ کا دین قبول کرنا چاہتا ہے تو میں سب کچھ تجھ سے چھین لوں گا۔ تیرے بدن پر چادر اور تہ بند تک باقی نہ رہنے دوں گا۔"

عبداللہ نے جواب دیا۔ چچا صاحب! میں مسلمان ضرور ہوں گا۔ اور محمدؐ کا اتباع ہی قبول کروں گا۔ شرک اور بت پرستی سے میں بیزار ہو چکا ہوں۔ اب جو آپ کا منشا ہے کیجئے، اور جو کچھ میرے قبضے میں زر و مال وغیرہ ہے سب کچھ سنبھال لیجئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ان سب چیزوں کو آخر ایک روز یہیں دنیا میں چھوڑ جانا ہے۔ اس لئے میں ان کے لئے سچے دین کو ترک نہیں کر سکتا۔"

عبداللہ نے یہ کہہ کر بدن کے کپڑے تک اتار دئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر ماں کے سامنے گیا۔ ماں دیکھ کر حیران ہوئی۔ کہ کیا ہوا۔ عبداللہ نے کہا۔ میں مومن اور موحد ہو گیا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں۔ ستر پوشی کے لئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر دے دیجئے۔ ماں نے ایک کمبل دے دیا۔ عبداللہ نے کمبل پھاڑا۔ آدھے کا تہ بند بنا لیا۔ آدھا اوپر لیا۔۔۔ اور مدینے کو روانہ ہو گیا۔ علی الصبح مسجد نبویؐ میں پہنچ گیا۔ اور مسجد سے تکیہ لگا کر منتظرانہ بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مبارک میں آئے تو اسے دیکھ کر پوچھا کہ کون ہو۔ کہا۔ میرا نام عبدالعزیٰ ہے۔ فقیر و مسافر ہوں۔ عاشق جمال اور طالب ہدایت ہو کر درِ دولت تک آ پہنچا ہوں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام عبداللہ ہے، ذوالبجادین لقب۔ تم ہمارے قریب ہی ٹھہرو۔ اور مسجد میں رہا کرو۔

عبداللہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتا اور دن بھر عجیب ذوق و شوق اور جوش و نشاط سے پڑھا کرتا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ لوگ تو نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ اعرابی اس قدر بلند آواز سے پڑھ رہا ہے کہ دوسروں کی قرأت میں مزاحمت ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ! اسے کچھ نہ کہو۔ یہ تو خدا اور رسولؐ کے لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آیا ہے

عبداللہ کے سامنے غزوۂ تبوک کی تیاری ہونے لگی۔ تو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ میں بھی راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ۔ کسی درخت کا چھلکا اتار لاؤ۔ جب عبداللہ چھلکا لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ "الٰہی! میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں۔" عبداللہ نے کہا۔۔۔ یا رسول اللہ! میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جہاد کی نیت سے تم نکلو۔ اور پھر تپ آ جائے اور مر جاؤ۔ تب بھی تم شہید ہی ہو گے۔

تبوک پہنچ کر یہی ہوا کہ تپ چڑھی اور عالم بقا کو سدھار گئے۔

بلال بن حارث مزنی کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ کی کیفیت دیکھی ہے۔ رات کا وقت تھا۔ بلالؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اس کی لاش کو لحد میں رکھ رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی قبر میں اترے تھے۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرما رہے تھے۔ ادنیا الی اخاکما۔ اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر اینٹیں بھی اپنے دستِ مبارک سے رکھیں۔ اور پھر دعا میں فرمایا۔

"الٰہی! آج کی شام تک میں اس سے خوشنود رہا ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کاش! اس قبر میں میں دبایا جاتا۔

اچھی بچیاں

مائل خیرآبادی

ننھی ہے سلمہ — پڑھتی ہے کلمہ
نجمہ نیازی — پکی نمازی
زہرہ جمالی — اللہ والی
ممتاز رحماں — پکی مسلماں
نوراں نوری — ہر گُن میں پوری
پروین باجی — ہیں کام کاجی
آپا مُرادی
کیا سیدھی سادی

(نور، لاہور)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ ۲ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۶/۹/۳۹ مورخہ ۲۴-۱ اگست ۱۹۶۳ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا